لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

النور
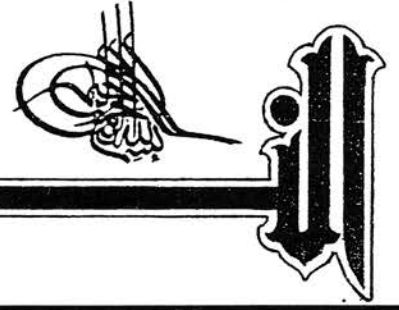
جماعتہائے احمدیہ امریکہ

اکتوبر ۱۹۹۸ء - اخاء ۱۳۷۷ ہش

Some of the guests during the Seeratun Nabi Day celebrations at Baitu Rahman Mosque

THE AHMADIYYA GAZETTE IS PUBLISHED BY THE **AHMADIYA MOVEMENT IN ISLAM,** INC., AT THE LOCAL ADDRESS 31 Sycamore St. P. O. Box 226, Chauncey, OH 45719. **PERIODICALS POSTAGE PAID AT CHAUNCEY, OHIO 45719.**
Postmaster: Send address changes to:
THE AHMADIYYA GAZETTE
P. O. Box 226
Chauncey, OH 45719-0226
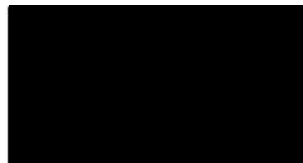
Sahibzada M. M. Ahmad shaking hands with guests. His Excellency, the Ambassador of Sierra Leone (center) talking with some guests from Seirra Leone

فہرست مضامین

نگران ۔ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد امیر جماعت امریکہ

مدیر ۔ سید شمشاد احمد ناصر

القرآن الحکیم

الٓرٰ ۟ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۙ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۙ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۚ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۚ
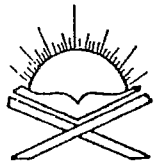
الٓرٰ۔ (یہ) ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیات کو محکم کیا گیا ہے، اور نیز انھیں کھول کر بیان کیا گیا ہے (اور یہ) حکیم اور خبیر (ہستی) کی طرف سے ہے۔

(اور) اس تعلیم پر مشتمل ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور یہ کہ تم اپنے رب سے بخشش مانگو (اور) اس کی طرف (سچا) رجوع کرو (تب) وہ تمھیں ایک مقررہ میعاد تک اچھی طرح سے سامان عطا کرے گا۔ اور نیز ہر ایک فضیلت والے (شخص) کو اپنا فضل عطا کرے گا اور اگر تم پھر جاؤ گے تو میں یقیناً تم پر ایک بڑے (ہولناک) دن کے عذاب (کے آنے) سے ڈرتا ہوں۔ کیونکہ میں خدا کی طرف سے بلا شک و شبہ تمھارے لیے ہوشیار کرنے والا اور اہم خبریں دینے والا (بنا کر بھیجا گیا) ہوں۔

اللہ کی طرف تم (سب) کو واپس لوٹنا ہے اور وہ ہر چیز پر کامل طور پر قدرت رکھنے والا ہے۔

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ: اَفْضَلُ الْفَضَائِلِ اَنْ تَصِلَ مَنْ قَطَعَكَ وَتُعْطِيَ مَنْ مَنَعَكَ وَتَصْفَحَ عَمَّنْ شَتَمَكَ۔

(مسند احمد ص ۴۳۸/۳)

حضرت معاذ بن انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ تو قطع تعلق کرنیوالے سے تعلق قائم رکھے اور جو تجھے نہیں دیتا ہے اسے بھی دے اور جو تجھے برا بھلا کہتا ہے اس سے تو درگزر کرے۔

۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَالٍ وَلَا عَفَا رَجُلٌ عَنْ مَظْلِمَةٍ اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ عِزًّا

(مسند احمد ص ۲۳۵/۲، ص ۴۳۰/۲)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ سے مال میں کمی نہیں ہوتی اور جو شخص دوسرے کے قصور معاف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اور عزت دیتا ہے اور کسی کے قصور معاف کر دینے سے کوئی بے عزتی نہیں ہوتی۔

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

عفو ہی ایک اخلاقی قوت ہے۔ اس کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا عفو کے لائق ہے یا نہیں۔ مجرم دو قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض تو اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان سے کوئی حرکت ایسی سرزد ہو جاتی ہے جو غصہ تو دلاتی ہے، لیکن وہ معافی کے قابل ہوتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان کی کسی شرارت پر چشم پوشی کی جاوے اور ان کو معاف کر دیا جاوے تو وہ زیادہ دلیر ہو کر مزید نقصان کا باعث بنتے ہیں۔ مثلاً ایک خدمت گار ہے جو بڑا نیک اور فرماں بردار ہے۔ وہ چائے لایا۔ اتفاق سے اس کو ٹھوکر لگی اور چائے کی پیالی گر کر ٹوٹ گئی اور چائے بھی مالک پر گر گئی۔ اگر وہ اس کو مارنے کے لئے اٹھ کھڑا ہو اور تیز اور تُند ہو کر اس پر جا پڑے، تو یہ سفاہت ہو گی۔ یہ عفو کا مقام ہے، کیونکہ اس نے عمداً شرارت نہیں کی ہے اور عفو اس کو زیادہ شرمندہ کرتا اور آئندہ کے لئے محتاط بناتا ہے، لیکن اگر کوئی ایسا شریر ہے کہ وہ ہر روز توڑتا ہے اور یوں نقصان پہنچاتا ہے، تو اس پر رحم یہی ہو گا کہ اس کو سزا دی جائے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 290)

جو اللہ اور رسول کی امانت کا حق ادا نہیں کرتے وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کی امانت کا حق ادا نہیں کر سکتے

خائن لوگوں کی اولادیں دین سے سرکنے لگتی ہیں اور رفتہ رفتہ بدانجام کو پہنچتی ہیں

(خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱/ستمبر ۱۹۹۸ء)

بے مثال عفو

ایک دفعہ ایک شخص قادیان آیا اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ سے بحث کرنے لگ گیا۔ حضور اسے جواب دیتے رہے کہ وہ جلد عاجز آ گیا اور خاموش ہو گیا۔ اس پر حضرت صاحب نے اس سے پوچھا کیا آپ سمجھ گئے ہیں؟ اس نے کہا جی میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ دجال ہیں۔ دجال کی صفت میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ دوسروں کا منہ بند کر دے گا۔

وہ قادیان سے چلا گیا اور امرتسر جا کر اس نے ایک اشتہار شائع کروایا اس میں یہ واقعہ درج کیا اور لکھا کہ میں نے یہ الفاظ ان کے منہ پر کہے لیکن جب اندر تشریف لے گئے تو میں نے ایک رقعہ بھیجا کہ میں ضرورت مند ہوں کچھ سلوک میرے ساتھ کرنا چاہئے۔ اس رقعہ کے ملتے ہی آپ نے فوراً پندرہ روپے بھیج دیئے۔ آپ سخی بہت ہیں اور آپ کے منہ پر بھی سخت لفظ کہا جائے تو رنج نہیں کرتے۔ حضرت صاحب نے خود اس آخری امر کا کسی سے ذکر نہیں کیا تھا اس مولوی کے اشتہار سے اس پندرہ روپے دینے کا پتہ لگا۔

(رفقائے احمد جلد 4 ص 138)

قیام نماز کا آخری کارخانہ خاندان ہے اسے حرکت دینے کیلئے جماعتی تنظیمیں قائم ہیں

ذیلی تنظیمیں ہر ماہ مجلس عاملہ کا ایک اجلاس قیام نماز پر غور کرنے کیلئے منعقد کریں

اس کے نتیجے میں خدا آپ کی حفاظت فرمائے گا اور ظاہری فتح کے دن بھی قریب تر لائے گا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 8- نومبر 1985ء سے ایک اہم اقتباس

قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے کہ نماز کے قیام کا آخری کارخانہ خاندان ہی ہوگا اس کارخانے تک پہنچنے کے لئے اسے بیدار کرنے کے لئے اسے حرکت دینے کے لئے جماعت کی مختلف تنظیمیں قائم ہیں۔ پس لجنہ عورتوں کو تو متوجہ کرے اور آخری نظر اس بات پر رکھے کہ اہل خانہ کے اندر نماز قائم کرنے کی ذمہ داری خود اہل خانہ کی ہے۔ لجنہ عورتوں سے کہے کہ آپ ہم سے سیکھیں اور پھر اپنے بچوں کو سکھائیں' اپنے خاوندوں کو اپنے بیٹوں کو اپنی بیٹیوں کو بار بار پانچ وقت نماز کی طرف متوجہ کرتی رہیں۔ جو مرد یا بچے نماز کے وقت گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں عورتیں ان کو اٹھائیں کہ تم نماز پڑھنے جاؤ' نماز پڑھ کر واپس آؤ پھر آرام سے بیٹھ کر کھانا کھائیں گے اسی طرح بچوں کو بھی نماز کے لئے تیار کریں اور گھر کی بیٹیوں پر نظر رکھیں کہ وہ نماز ادا کر رہی ہیں۔ والدین میں سے باپ کی اول ذمہ داری ہے مگر بیٹیوں کے معاملہ میں باپ کے اوپر کچھ مشکلات بھی ہوتی ہیں اس کو یہ پتہ نہیں لگتا کہ اس نے کب نماز پڑھنی ہے کب نہیں پڑھنی اس لئے وہاں جب تک ماں مدد نہ کرے اس وقت تک باپ پوری طرح اپنے فرائض کو ادا نہیں کر سکتا۔ اور بھی بہت سے مسائل ہیں نماز سے تعلق رکھنے والے جو ماں سکھا سکتی ہے۔

اسی طرح خدام نوجوانوں کو صرف یہ تلقین نہ کریں کہ تم نماز میں آؤ بلکہ یہ تلقین کریں کہ تم خود بھی آؤ اور اپنے بھائیوں کو بھی نماز پر قائم کرو اور اپنے والدین کو بھی نماز پر قائم کرنے کی کوشش کرو۔ انصار کو یہ توجہ دلانی چاہئے اپنے ممبران کو کہ تم اس عمر میں داخل ہو گئے ہو جس میں جواب دہی کے قریب تر جا رہے ہو۔ ویسے تو ہر شخص ایک لحاظ سے ہر وقت ہی جواب دہی کے قریب رہتا ہے لیکن انصار بحیثیت جماعت کے اپنی جواب دہی میں قریب تر ہیں۔ اور جو وقت پہلے گزر چکا ہے اس میں اگر کچھ خلا رہ گئے ہیں وہ ان کو بھی پورا کرنا شروع کریں' اس طرح ان کا کام اور ذمہ داری دہری ہو جاتی ہے۔ ان کو چاہئے کہ وہ موجودہ وقت کی ذمہ داریاں بھی پوری کریں اور گذشتہ گذرے ہوئے وقت کے خلاء بھی پورے کریں انصار اپنے ساتھیوں کو بتا بتا کر اس طرح بیدار کریں کہ ان کو اپنی فکر پیدا ہو۔

تنظیمیں نسبتاً زیادہ بیدار رہ سکتی ہیں اگر وہ ایک معین پروگرام بنالیں کہ ہر ہفتے یا ہر مہینے میں ایک دفعہ خاص نماز کے موضوع پر غور کرنے کے لئے اکٹھے مل کر بیٹھا کریں گے' ہمیشہ کے لئے مجلس عاملہ کا ایک اجلاس مقرر ہو جائے جس کا موضوع سوائے نماز کے کچھ نہ ہو۔ اس دن لجنہ بھی نماز پر غور کر رہی ہو۔ خدام بھی نماز پر غور کر رہے ہوں' انصار بھی نماز پر غور کر رہے ہوں۔ سب اپنی اپنی جگہ ہمیشہ کے لئے یہ فیصلہ کرلیں کہ اب ہم نے ہر مہینہ میں کم از کم ایک مرتبہ ضرور اس موضوع پر بیٹھ کر غور کرنا ہے۔ جہاں حالات ایسے ہیں کہ ہر مہینے اکٹھے نہ ہو سکتے ہوں۔ وہاں دو مہینے میں ایک اجلاس مقرر کرلیں' تین مہینے میں مقرر کرلیں مگر جب مقرر کرلیں پھر اس پر قائم رہیں' اس پر صبر دکھائیں ہر دفعہ جائزہ لیا کریں کہ ہمیں اس عرصہ میں کتنا فائدہ پہنچا ہے' اس عرصے میں کتنے نئے نمازی بنے' کتنوں کی نمازوں کی حالت ہم نے درست کی' کتنوں کو نمازیں لطف حاصل کرنے کے ذرائع بتائے اور ان کی مدد کی۔ اور بہت سے پہلو ہیں وہ ان سب پہلوؤں پر غور کیا کریں اور ہر دفعہ اپنا محاسبہ کریں کہ ہم کچھ مزید حاصل کر سکے ہیں یا نہیں۔ اگر اس جہت سے اس طریق پر وہ کام شروع کریں گے تو امید ہے کہ ہم بہت تیزی کے ساتھ اپنے اس مقصد کی طرف بڑھ رہے ہوں گے جس کی خاطر ہمیں پیدا کیا گیا ہے' انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور جب ہم مقصد کی طرف بڑھ جائیں اور جب ہم مقصد کو حاصل کر رہے ہوں تو پھر فتح ایک ثانوی چیز بن جاتی ہے۔ عددی اکثریت کے نصرت اور ظفر کے جو خواب آپ اب دیکھ رہے ہیں اس سے بڑھ کر یہ خواب آپ کے حق میں آپ کی ذاتوں میں پورے ہو چکے ہوں گے۔ پھر یہ خدا کا کام ہو گا کہ آپ کی حفاظت فرمائے۔ پھر یہ خدا کا کام ہو گا کہ اس دن کو قریب تر لائے جو ظاہری فتح کا دن بھی ہوا کرتا ہے۔

(ضمیمہ ماہنامہ خالد دسمبر 86ء)

آج کادن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو گننے کی کوشش کادن ہے۔

ورنہ وہ فضل جو موسلادھار بارش کی طرح نازل ہو رہے ہیں

ان کا احاطہ کرنا کسی انسان کے بس میں نہیں

جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۸ء کے دوسرے روز یکم اگست بروز ہفتہ

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطاب کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

اسلام آباد،ٹلفورڈ(یکم اگست) : آج جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۳۳ویں جلسہ سالانہ کے دوسرے روز کے دوسرے اجلاس میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغ وتربیت اور خدمت خلق کے مختلف کاموں کی تفاصیل اور ان کے حیرت انگیز اثرات اور اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی فضلوں اور نصرت و تائید کا نہایت ایمان افروز تذکرہ فرمایا۔

خطاب کے آغاز میں تشہد، تعوذاور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے حسب ذیل آیات قرآنی کی تلاوت کی اور ان کا ترجمہ پیش فرمایا۔﴿يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ. هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ﴾۔(سورۃ الصف آیات۹،۱۰)

یعنی وہ چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ کے نور کو بجھادیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کر کے چھوڑے گا خواہ کافر(لوگ) کتنا ہی ناپسند کریں۔وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچادین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے خواہ وہ مشرک اسے کیسا ہی ناپسند کریں۔

پھر فرمایا آج کادن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو گننے کی کوشش کادن ہے ورنہ وہ فضل جو موسلادھار بارش کی طرح نازل ہو رہے ہیں ان کا شمار، ان کا احاطہ کرنا کسی انسان کے بس میں نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے بہت کوشش کی ہے کہ بہت سی ایسی باتوں کو جو پہلے جلسوں میں بیان کی جاتی ہیں دوبارہ بیان نہ کروں۔اس ضمن میں عام طور پر جو دستور تھااس سے ہٹ کر میں نے عالمگیر فضلوں کے ذکر کواس مضمون کے آخر پر رکھا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اس دفعہ بھی ایک نیا ملک نکاراگوا خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ میں اس رنگ میں داخل ہوا ہے کہ وہاں نظام جماعت پوری طرح مستحکم ہو چکا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہم محض کسی احمدی کے وہاں چلے جانے یا کسی ملک میں ٹھہر جانے سے یہ نتیجہ نہیں نکالتے کہ وہاں احمدیت نافذ ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ کچھ ایسے جزائر بھی ہیں جو ان ملکوں سے ہٹ کر ہیں۔ انہیں کبھی بھی الگ ملک کے طور پر پیش نہیں کیا گیا۔اس ضمن میں Mayotte جزیرے کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔اس کا تعلق نکاراگوا سے ہی ہے مگر اس سے بالکل منقطع اور الگ ہے۔ گویا یہ کہا بھی جاسکتا ہے کہ وہ ایک علیحدہ ملک ہے جس میں جا کے احمدیت داخل ہو گئی ہے۔ مگر ہم ایسا نہیں کرتے اور بعینہ اس کو ملک قرار دیتے ہیں جس کو دنیا کے یونائٹڈ نیشنز کے قوانین کے مطابق علیحدہ ملک سمجھا جاسکتا ہے۔

حضور نے جماعت جرمنی کا خصوصیت سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگرچہ امسال وہ کسی نئے ملک کو جماعت میں داخل نہیں کر سکے مگر اس سے پہلے ان کا جو کام ہے وہ ایک امتیازی شان رکھتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جب میں نے دنیا کے مختلف ممالک کو ترغیب دی تھی کہ کوشش کریں کہ وہ اردگرد کے بعض ممالک میں احمدیت کا نفوذ کرنے میں کامیاب ہو سکیں تو نیک نیتی کے ساتھ اور خلوص کے ساتھ بہت سے ممالک نے اپنے نام لکھوادئے تھے۔ مگر اگر کسی کو حقیقی توفیق ملی ہے تو وہ جرمنی ہے۔ جرمنی کے سپرد آٹھ ممالک کئے گئے تھے جن میں سے چھ ممالک کو وہ احمدیت میں داخل کر چکے ہیں، دو ابھی باقی ہیں۔ چیک ریپبلک (Czech Republic) اور سلووک ریپبلک (Slovak Republic) باقی ہیں۔ حضور نے امید ظاہر فرمائی کہ امسال انشاء اللہ جماعت جرمنی کو یہ بھی توفیق مل جائے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے احمدیہ چھاپہ خانوں کا ذکر کرتے ہوئے رقیم پریس انگلستان اور مختلف ممالک میں قائم جدید مشینوں سے آراستہ جماعتی پریسوں کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ اس کے ذریعہ ہم بڑی کثرت سے لٹریچر شائع کر رہے ہیں۔اور ان جماعتی پریسوں کے روابط کے ذریعہ دوسرے اشاعتی اداروں سے بھی جماعتی کتب ارزاں قیمت پر شائع ہو رہی ہیں اور جو کام اپنے پریس میں نہیں ہو سکتا وہ باہر سے کروالیا جاتا ہے۔

تراجم قرآن کریم : حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اس وقت ۵۲ زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا جاچکا ہے جو چھپ گیا ہے۔ خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ۱۰۰ زبانوں تک بڑھانے کی توفیق عطا کرے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ایک وقت میں ان تراجم کے بارے میں بڑی تیزی سے قدم اٹھائے گئے۔ لیکن پھر سوچا گیا کہ یہ طریق مناسب نہیں۔ قرآن کریم کے ترجمہ کے کام میں بے حد احتیاطیں ضروری ہیں، جلدی کی وجہ سے بعض تراجم میں بنیادی غلطیاں راہ پا گئیں۔ان کو روک کر ان پر نظر ثانی کا پروگرام بنایا گیا۔اس کام میں تاخیر ضروری تھی تاکہ اس عظیم کتاب کے ترجمے کا پورا حق ادا کیا جاسکے۔

حضور انور نے فرمایا دوران سال مندرجہ ذیل نئے تراجم طبع ہونے کے قریب ہیں یہ زبانیں ہیں کیکامبا، خمیر (کمبوڈیا)، کشمیری اور ہنگیرین زبان کا ترجمہ۔اس کے علاوہ ۲۰ زبانوں میں ترجمے کا کام جاری ہے اور ۸ زبانوں میں ترجمہ جلد شروع کرنے کی تیاریاں مکمل ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ جب یہ تقریر شائع ہو گی تو ان زبانوں کے نام شائع کر دیئے جائیں گے۔چنانچہ ذیل میں ہم بغرض ریکارڈ زیر ترجمہ زبانوں کی فہرست ذیل میں شائع کر رہے ہیں :

۱۔Balinese (انڈونیشیا)
۲۔Batakese (انڈونیشیا)
۳۔Sundanese (انڈونیشیا)
۴۔Javanese (انڈونیشیا)
۵۔Yao (تنزانیہ)
۶۔Etsako (نائجیریا)
۷۔Burmese (برما)
۸۔Kiribati (کیری باس)
۹۔More (بورکینافاسو)
۱۰۔Creole (گنی بساؤ)

Ashanti-11	(گھانا)	Mendenka-16	(گیمبیا)
Waale-12	(گھانا)	Fula-17	
Kijaluo-13	(کینیا)	Catalan-18	(سپین)
Hebrew-14	(کبابیر)	Nepali-19	(نیپال)
Wolof-15		Kanri-20	(انڈیا)

جن آٹھ زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمہ کا کام انشاءاللہ جلد شروع کیا جائے گا ان کے اسماء یہ ہیں :

Ndegereko-1	(تنزانیہ)	Boule-5	(آئیوری کوسٹ)
Kizalamu-2	(تنزانیہ)	Beta-6	(آئیوری کوسٹ)
Dagbani-3	(گھانا)	Thai-7	(تھائی لینڈ)
Jula-4	(آئیوری کوسٹ)	Dogri-8	(انڈیا)

عالمی تبلیغی خدمات کے ضمن میں رسالوں کے ذریعہ خدمات کا حضور ایدہ اللہ نے ذکر فرمایا۔ اس میدان میں رسالہ ریویو آف ریلیجنز، غانا، نائیجیریا اور آئیوری کوسٹ میں نمایاں خدمات سرانجام دے رہا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اب روزنامہ الفضل بھی تبلیغ کا اہم ذریعہ بن چکا ہے۔ مثلاً تنزانیہ کے دارالحکومت دارالسلام میں پاکستان سے ایک ٹریول ایجنٹ آیا جو جماعت احمدیہ کا بڑا مخالف تھا اور لڑکوں کو باہر بھجواتا تھا۔ ان لڑکوں میں سے ایک احمدی بھی تھا جو مرکز سے جاکر الفضل لے آتا تھا۔ ایجنٹ کے ڈر سے چھپ کر الفضل پڑھتا تھا۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ وہ پرچے اس ایجنٹ کے ہاتھ لگ گئے۔ اور اس نے ان کا مطالعہ کیا پھر وہ مرکز میں پہنچا اور زاروقطار روتا رہا کہ مجھے تو پتہ ہی نہ تھا کہ یہ جماعت احمدیہ ہے۔ میں تو بلاوجہ اس کی مخالفت کرتا رہا۔ الفضل کے مطالعہ نے اس کی کایا پلٹ دی۔ خدا کے فضل سے ہر جریدہ اہم خدمت بجا لا رہا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ دوران سال ۷۳۱۹ کی تعداد میں تراجم قرآن یہاں سے بھجوائے گئے۔ اور ایک لاکھ ۲۵ ہزار سے زائد کتب یہاں سے بھجوائی گئیں۔

پریس اینڈ پبلی کیشنز: حضور انور ایدہ اللہ نے بیان فرمایا کہ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب اس شعبے میں بڑی محنت سے خدمت کر رہے ہیں۔ اس شعبے کا کام یہ ہے کہ دنیا بھر کے پریس سے رابطہ کر کے جماعت احمدیہ کے بارے میں غلط فہمیاں دور کرنے کے لئے فوری جواب دیا جائے۔ اس کی لاتعداد شاخیں دنیا میں قائم ہو چکی ہیں۔ اور اب تو شاید ہی دنیا کا کوئی اخبار ہو جس کو احمدی لکھنے والے اپنی جائز ضرورت کے مطابق استعمال نہ کر رہے ہوں۔

حضور ایدہ اللہ نے نادار، ضرورتمندوں اور یتیموں کی خدمت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ جماعت احمدیہ کے لکھوکھہا ڈالرز صرف اس شعبہ میں خرچ ہوتے ہیں کہ ایسی غریب جماعتوں کی امداد کی جائے جن کو خواہش ہے کہ مسکینوں اور غریبوں کو کھانا کھلایا جائے اور ان کی امداد کی جائے مگر ان کو مالی طور پر اس کی توفیق نہیں ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کے ہسپتالوں میں غریب اور نادار لوگوں کا مفت علاج کیا جاتا ہے۔ بڑے بڑے آپریشن بھی مفت کئے جاتے ہیں۔ میڈیکل کیمپ لگانے کا رواج بھی جماعت میں قائم ہے۔ بڑے قابل سرجن اپنی خدمات بغیر کسی معاوضہ کے جماعت کو پیش کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ طبی امداد اور مفت علاج کے سلسلے میں بورکینا فاسو کی جماعت احمدیہ نے ۱۸ میڈیکل کیمپس لگائے، ۸ ہزار مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنکھ کا عطیہ دینے میں انڈونیشیا سر فہرست ہے۔ اس کے علاوہ خون کا عطیہ بھی خدمت خلق اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے دیا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ جرمنی کے خدام نے اس ضمن میں قابل ذکر خدمت انجام دی ہے۔ انہوں نے ۷ ہزار ۷ سو گھنٹے صرف کر کے مختلف شعبوں میں خدمت کی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ خدام الاحمدیہ انگلستان اس معاملے میں دنیا بھر میں سبقت لے گئی ہے۔ یہ خدام مختلف میراتھان ریس کے مقابلے کرواتے ہیں اور وہ ساری رقم پھر خدمت خلق پر خرچ کرتے ہیں۔ امسال انہوں نے اس طرح سے ۲۵ ہزار پاؤنڈز کی رقم مہیا کی۔ مختلف ممالک کو امدادی سامان مہیا کرنے کے سلسلے میں جماعت احمدیہ کی خدمات کے حوالے سے حضور نے فرمایا کہ سیرالیون کو ۳۵ ٹن امدادی سامان مہیا کیا گیا۔

گنی بساؤ کے گورنر کا اعلان حق: حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ گنی بساؤ کے ایک ریجن غابو میں تین دیہات آگ لگنے سے مکمل طور پر تباہ ہو گئے ان کو فوری خدمت کی ضرورت تھی جو خدا کی دی ہوئی توفیق سے جماعت احمدیہ نے فراہم کی۔ اس موقع پر ایسے عناصر بھی آگئے جو اس موقع کو جماعت احمدیہ کی مخالفت کے اظہار کے لئے استعمال کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ ایسی اطلاعات جب گنی بساؤ کی خاتون گورنر عائشہ کمارا صاحبہ کو ملیں تو انہوں نے ایسے

لوگوں کو مخاطب کر کے صاف صاف کہا کہ اگر آپ نے مدد کرنی ہے تو کریں جماعت احمدیہ کے خلاف پراپیگنڈے کی ہرگز اجازت نہیں۔ جو فنڈز آپ کو ملتے ہیں اس کی نصف رقم تو آپ کی جیب میں چلی جاتی ہے اور پھر تم جو خدمت کرتے ہو وہ بھی جذبے سے عاری ہوتی ہے۔ انہوں نے انہیں کھل کر کہا کہ اگر تم نے خدمت کرنی ہے تو احمدی تم سے بہتر مسلمان ہیں ان سے طریق سیکھو۔

قیدیوں سے رابطے: حضور انور نے فرمایا کہ مختلف جیل خانوں میں جاجا کر احمدی ان کا حال دریافت کرتے ہیں۔ جیل کی انتظامیہ حیرت سے یہ دیکھتی ہے کہ ان قیدیوں کو تو ان کے اپنے رشتہ دار نہیں پوچھتے۔ تم کون ہو اور کس سیارے کی مخلوق ہو؟

نمائش بک سٹال: حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مختلف ممالک میں لگنے والی نمائشوں میں جماعت احمدیہ اپنا بک سٹال لگاتی ہے چنانچہ امسال مختلف ۱۴۰ نمائشوں میں بک سٹال لگائے گئے جہاں چار لاکھ سے زائد زائرین آگئے۔ دو ہزار ۲۶۷ بک سٹال اسکے علاوہ قائم کئے گئے جہاں ۶ لاکھ سے زائد زائرین آئے۔ ۲۹ بک فیئرز میں شرکت کی گئی جہاں ایک لاکھ سے زائد زائرین نے استفادہ کیا۔ حضور نے فرمایا کہ پریس از خود ان باتوں کا تفصیل سے ذکر کر رہا ہے۔

حضور انور کی کتاب: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس جلسہ پر میری جو کتاب شائع ہوئی ہے اس کی اشاعت پر جماعت کے عہدیداروں نے ملکی پریس میں اس کی تشہیر کی اجازت مانگی۔ میں نے کہا ہرگز نہیں۔ جس اللہ نے یہ کتاب مجھے لکھنے کی توفیق دی ہے وہ خود ہی اس کی تشہیر کے سامان بھی کرے گا۔ حضور نے فرمایا آج مسٹر ٹام کاکس کی تقریر آپ نے سن لی ہے۔ پارلیمنٹ کے اس ممبر میں اظہار حق کی کیسی جرأت ہے۔ عیسائی مذہب سے تعلق رکھنے کے باوجود انہوں نے کھل کر اس کتاب کی تائید کی۔ حضور نے فرمایا میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اتنی جلدی اس کتاب کے حق میں دلوں کو پھیر دے گا۔

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل: حضور انور نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی شاندار اور عظیم الشان کارکردگی کا تفصیلاً ذکر فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ ایم ٹی اے اب نئے سیٹلائٹ سسٹم کے دور میں داخل ہو گیا ہے۔ جو کمپنیاں اس میدان میں پہلے سے موجود تھیں وہ اعتراف کر رہی ہیں کہ جماعت احمدیہ نے جو خدمت اس میدان میں کی ہے وہ پہلے کسی نے نہیں کی۔ بہت سے جرائد جو سیٹلائٹ نظام کے متعلق لکھتے ہیں انہوں نے ایم ٹی اے کے بارے میں تعریفی ریمارکس دئے ہیں۔ مثال کے طور پر برٹش سکائی نیوز نے ایم ٹی اے کو Digital Transmission کے نظام میں مثال کے طور پر پیش کیا ہے۔ حضور نے بتایا کہ جنوری ۱۹۹۸ء میں مرکزی سٹوڈیوز کو اس ڈیجیٹل نظام سے لیس کر کے فعال کر دیا گیا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ۲۶ / اپریل ۱۹۹۸ء سے نئے ٹرانس اٹلانٹک سیٹلائٹ کا اجراء ہوا ہے جو کہ پہلے سیٹلائٹ سے بہت بہتر ہے۔ پہلا سیٹلائٹ جس پر ہمارے پروگرام چل رہے تھے اب دن بدن خراب ہوتا جا رہا تھا اور ڈول رہا تھا۔ تاہم اس سے پانچ سال کا معاہدہ تھا اور ابھی اس سے الگ نہ ہو سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کا تصرف ایسا ہوا کہ کمپنی نے وہ سیٹلائٹ بیچ دیا اور انتظامیہ نے معذرت کی کہ مزید باقی عرصہ ہم آپ کے پروگرام جاری نہیں رکھ سکیں گے۔ یہ عین وہ وقت تھا جب اس نئے اعلیٰ درجہ کے سیٹلائٹ کا آغاز ہوا۔ اور انہوں نے از خود ہم سے رابطہ کیا کہ ہمارے پاس چینل موجود ہے اس پر آجائیں۔ خدا کے فضل سے اب ہم اس نئے سیٹلائٹ سے غیر معمولی استفادہ کر رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ خدمت بھی رضاکارانہ طور پر انجام دی جارہی ہے۔ یہ بہت بڑا کام ہے۔ جو لوگ اس کام کی تفاصیل جانتے ہیں وہی صحیح اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایک ٹی وی سروس کو چوبیس گھنٹے چلانا کتنا مشکل کام ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے انگلستان کے ۱۰۰ رضاکار نوجوان بچے، لڑکے اور لڑکیاں اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ حضور نے ان سب کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔

ایم ٹی اے سے استفادہ: حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایم ٹی اے احمدیت کو پھیلانے میں غیر معمولی خدمات بجالا رہا ہے۔ اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ نے چند مثالی دلچسپ واقعات بیان فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ امریکہ سے ایک احمدی خاتون نے لکھا کہ میری بھابی ایم ٹی اے کو دیکھ کر احمدی ہوئیں۔ کافی عرصہ گزرا اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک گہرے گندے نالے میں گر گئی ہے اور ایک آدمی آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے باہر نکالا۔ اس نے ایم ٹی اے پر میری تصویر دیکھی تو کہا کہ یہی وہ بزرگ ہیں جنہوں نے مجھے گندے نالے سے کھینچ کر باہر نکالا تھا۔ چنانچہ اس نے فوراً بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کر لی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے بیان فرمایا کہ جماعت نے اپنے چھاپہ خانہ رقیم پریس میں بہت سی ایسی کتب شائع کی ہیں جو انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں کی تھیں۔ اور اپنے ممالک میں ان کا شائع ہونا ممکن نہ تھا یا اخراجات زیادہ اٹھتے تھے۔ مثلاً قرآن کریم کا فرانسیسی ترجمہ۔ اب اسے بہت بہتر بنا کر دوبارہ یہاں سے شائع کیا گیا ہے۔ تفسیر کبیر کا عربی ترجمہ، جلد

سوم، حضور انور کی تازہ کتاب .Revelation, Rationality, Knowledge & Truth یہ کتب رقیم پریس کے رابطوں کے نتیجہ میں شائع ہوئی ہے۔ رقیم پریس خود شائع نہیں کر رہا۔اس کے علاوہ Islam's Response to Contemporary Issues کا فرانسیسی اور روسی زبان میں ترجمہ ، Absolute Justice .... کا چینی ترجمہ اور عیسائیت کے بارہ میں حضور کی کتاب Christianity - a journey from facts to fiction کا نارویجین اور سپینش زبان میں ترجمہ شائع ہوا جبکہ فرنچ ترجمہ زیر طبع ہے۔ حضور نے فرمایا غرضیکہ دینی علوم کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ عالمگیر دیگر دنیاوی علوم کی ترویج کا کام بھی کر رہی ہے۔

علم الابدان یعنی علم شفاء : حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ العلم علمان علم الادیان و علم الابدان کے ارشاد نبویؐ کے دوسرے حصہ پر بھی عمل پیرا ہونے کی توفیق پارہی ہے۔ یعنی علم شفاء پر۔ جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے کہ اس نے بکثرت اسپتال اور چھوٹے شفاخانے قائم کئے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ بڑے اسپتالوں کے قیام کا آغاز نصرت جہاں سکیم سے ہوا۔ اب اس وقت خدا کے فضل و کرم سے ۳۱ ہسپتالوں میں ۳۵ ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں۔ ان میں پاکستان و ہندوستان کے اسپتال شامل نہیں ہیں۔

علم میں کوئی تعصب نہیں : حضور نے فرمایا کہ یہ طبی مراکز مروجہ ایلو پیتھک طریق علاج پر کام کرتے ہیں کیونکہ ان میں تشخیص اور دوا کی شناخت آسان ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ افریقہ میں ملیریا کثرت سے پھیلتا ہے۔ ہومیو پیتھک کے ذریعے دوا کا مؤثر استعمال آسان نہیں اور وہ محاورہ بھی صادق آسکتا ہے کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود۔ حضور نے فرمایا کسی طریق علاج کا تعصب نہیں ہے۔ اگرچہ میں سمجھتا ہوں کہ ہومیو پیتھی کا طریق علاج عموی طور پر بہت بہتر ہے۔ مگر میں اس میں کسی تعصب سے کام نہیں لیتا۔ کونین اور اسکی نئی نئی شکلوں کا ملیریا میں بڑا فائدہ ہے۔ لہذا ان فوری اثر کرنے والی دواؤں کا ہمارے شفاخانوں میں بکثرت استعمال کیا جاتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا ہومیو علاج مشکل ضرور ہے لیکن میں لمبے عرصے سے ایم ٹی اے کے ذریعہ ہومیو پیتھی پر مسلسل لیکچر دے رہا ہوں اور یہ ساری دنیا میں پھیل رہے ہیں۔ ابتداء میں لیکچر سننے والوں کو ہومیو پیتھی کی الف ب کا بھی پتہ نہ تھا لوگوں کے دکھ دور کرنے کے لئے میں نے بڑی سر دردی مول لی۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی محنت کرنے کے بعد اس میں کامیابی ہوئی۔

ہومیو پیتھی طریق علاج کے بارے میں حضور نے فرمایا کہ اس کی خاص بات جو ایلو پیتھی میں ممکن نہیں ہے یہ ہے کہ نہایت کم خرچ طریق علاج ہے۔ جماعت احمدیہ ایسا طریق اختیار کر رہی ہے کہ بکثرت ایسی ڈسپنسریاں قائم کر دے جہاں کے لوگوں کو اپنے پلّے سے ایک پیسہ بھی خرچ کرنا نہ پڑے۔ ہم ان کو ہومیو پیتھی کا طریق علاج بھی سمجھاتے ہیں اور دوائیں بھی مہیا کرتے ہیں۔

مرکز میں ہومیو پیتھی کا شعبہ : حضور نے فرمایا سب سے پہلے اس کام کیلئے مرکز میں ایک مرکزی شعبہ ڈاکٹر حفیظ احمد بھٹی صاحب، ان کی بیگم چھیری بیگم صاحبہ اور انکے بچوں کے سپرد ہے۔ تقریباً دو سال سے وہ اس سلسلے میں عملاً وقف ہیں۔ اور مسلسل تمام دنیا کی دواؤں کی ضرورت پوری کر رہے ہیں۔ اور ان ادویات کو مختلف ممالک تک پہنچانے کے لئے ایک الگ شعبہ ان کی مدد کر رہا ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ ہم حتی الامکان ساری دنیا کو مفت علاج مہیا کر دیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کام ہو چکا ہے۔ اس کثرت سے شفاخانوں اور احمدی گھروں کو ادویات مہیا کر دی گئی ہیں کہ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ جب سے دنیا بنی ہے ایسا کبھی نہیں ہوا۔ یہ بھی اللہ کے فضلوں میں سے ایک فضل ہے۔ تمام دنیا کی طبی ضروریات مفت پوری کرنے کے لئے کوئی نظام کسی کے علم میں ہو تو بتائے۔

انڈونیشیا کا ذکر : حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا انڈونیشیا کا ذکر رہ گیا تھا۔ انڈونیشیا میں مکرم عبدالقیوم صاحب جو جماعت کے بہت ہی مخلص کارکن ہیں ان کی ذاتی کوشش سے یہ ممکن ہوا ہے کہ ہومیو پیتھی انڈونیشیا میں نافذ ہو سکی ہے۔ مکرم عبدالقیوم صاحب بہت قابل، اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص ہیں۔ انہوں نے ہومیو پیتھی ڈسپنسریوں کا طریق معلوم کیا، اسے سمجھا اور پھر کہا کہ مجھے اجازت دیں کہ میں اسے انڈونیشیا میں پھیلاؤں۔ چنانچہ ان کا خاندان اور لجنہ اس کام میں مصروف ہو گئے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے انڈونیشیا میں ۹۳ ہومیو ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں۔ انڈونیشیا میں بہت تیزی سے لوگوں کا اس طرف رجحان ہوا ہے۔

حضور نے فرمایا میں تو اس وقت راضی ہوں گا جب ہر احمدی گھر شفاخانہ بن جائے تا کہ احمدیت کا فیض دنیا میں پھیلتا چلا جائے۔ اگرچہ ایم ٹی اے کے ذریعہ بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے مگر ہومیو پیتھی کے بارے میں کتاب کی اشاعت بھی ضروری تھی۔ پہلے جو کتاب شائع ہوئی اگرچہ اس سے بھی لوگوں نے استفادہ کیا مگر اس میں بہت خرابیاں تھیں۔ ایک بہت مخلص مخیّر دوست نے اس کا سارا خرچہ ادا کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ نہ ان کا نام لیا جائے نہ انکے والدین کا۔ پھر سوال یہ ہے کہ اس کو بیچا کیوں جا رہا ہے ؟ یہ اسلئے کہ اس سے جو رقم حاصل ہو گی اس سے ہم جو مفت ادویہ فراہم کر رہے ہیں اس کا خرچہ نکال لیں گے۔ ۹۰۰ صفحہ کی کتاب کی قیمت صرف ۵ پاؤنڈز رکھی گئی ہے۔ اس طرح سے ان صاحب کی خواہش دوہرے رنگ میں پوری ہو جائے گی کہ نہ صرف کتاب مہیا ہو گی بلکہ دوائیں بھی مہیا ہو جائیں گی۔

مدارس : حضور نے فرمایا کہ جماعت کے مدارس دو قسم کے ہیں۔ ایک خالصتاً دینی تعلیم دینے والے اور دوسرے دنیوی تعلیم دینے والے۔ خالص دینی تعلیم دینے والے مدارس میں جماعتیں بڑے جوش و خروش سے حصہ لے رہی ہیں اور نئے آنے والوں کی دینی ضروریات پوری کر رہی ہیں۔

ہومیو پیتھی پر یقین کی مثالیں : حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہومیو پیتھی پر یقین قائم کرنے کے لئے چند نمونے کے واقعات پیش کرتا ہوں۔ ہمارے مربیان نے بتایا ہے کہ اسکے نتیجے میں جماعتی تعارف بڑھتا ہے اور جماعتی لٹریچر کی مانگ بھی بڑھی ہے۔

حضور انور نے فرمایا مکرم حمید احمد ظفر صاحب سورینام سے لکھتے ہیں کہ ایک احمدی بہن کے رحم میں کینسر تھا۔ اس کے علاج کے طور پر رحم نکال دیا گیا۔ ایک سال کے بعد ان کے پھیپھڑوں میں کینسر پیدا ہو گیا۔ ڈاکٹروں نے انہیں لاعلاج قرار دے دیا۔ مجھے لکھا گیا تو میں نے نسخہ بھیجا۔ خدا کے فضل کے ساتھ کینسر کے تمام آثار دور ہو گئے۔ کوئی نشان بھی باقی نہیں رہا۔

ایک عورت کے رحم میں بڑی سی رسولی تھی۔ اس کا آپریشن تجویز ہوا۔ اس کو میرا نسخہ استعمال کروایا گیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بغیر آپریشن کے رسولی دور ہو گئی۔ اور دو ہفتے کے بعد رسولی کا نام و نشان باقی نہ رہا۔

ایک شخص کو ۱۸ سال سے شدید دمہ تھا۔ اس کو میرا نسخہ استعمال کروایا گیا۔ خدا کے فضل سے دمہ کلیۃً رفع ہو گیا۔ ایک شخص کو کئی سال سے کمر میں درد تھا۔ اسکو میری تجویز کردہ ہومیو دوائی دی گئی تو بیس سالہ دمہ کلیۃً رفع ہو گیا۔

حضور انور نے گھانا کی بعض مثالیں بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ڈاکٹر ظفر اللہ صاحب نے بتایا ہے کہ ایک احمدی دوست کو خونی بواسیر تھی۔ تین آپریشن ہو چکے تھے۔ اسے میرا نسخہ دیا گیا تو خدا تعالیٰ کے فضل سے مکمل شفا ہو گئی۔ ایک پچاس سالہ شخص کو لوگ اٹھا کر لائے۔ وہ درد سے کراہ رہا تھا اس کو بھی میرا مجوزہ نسخہ دیا گیا۔ خدا کے فضل سے چند منٹ میں درد کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ خدا کے فضل سے خود چل کر واپس گیا۔ ایک عورت جس کی نکسیر بند نہیں ہوتی تھی۔ لوگوں نے اس کا نام جادوگرنی رکھ دیا۔ اس کو میلی فولیم اور فاسفورس استعمال کروائی گئی۔ چند دنوں میں آرام آگیا۔ حضور نے فرمایا چوہدری شبیر احمد صاحب کو یہ تکلیف تھی ان کو بھی آرام آگیا۔ محترم چوہدری صاحب اس وقت سٹیج پر موجود تھے۔ حضور کے دریافت کرنے پر انہوں نے حضور ایدہ اللہ کی تائید کی۔ یرقان کی ایک لاعلاج قرار دی گئی مریضہ آئی جسکی حالت مُردوں کی سی تھی گویا مردہ لایا گیا۔ اسکا ہومیو پیتھی علاج کروایا گیا تو گویا زندہ ہو کر واپس گئی۔

حضور نے فرمایا شادی کے بعد اولاد نہ ہونے، نرینہ اولاد نہ ہونے، جوڑوں کے درد وغیرہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے شفایابی حاصل ہو گئی۔ حضور نے فرمایا یہ مثالیں میں آپکے ازدیاد علم اور یقین کی خاطر بیان کر رہا ہوں۔ آپ کا اس بارہ میں علم بڑھے گا تو آپ پوری تسلی سے ہومیو پیتھی علاج کی طرف متوجہ ہونگے۔

(باقی

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت احمدیہ امریکہ کے جلسہ سے خطاب کے لئے جلسہ گاہ کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں۔ عقب میں مسجد بیت الرحمان نمایاں ہے۔ (تصویر : بشیر ناصر کینیڈا)

ایثار لازم ہے اور ایثار کے بغیر آپ کو مزید ترقیات نصیب نہیں ہو سکتیں

ایثار کو اپنی سرشت کاایک لازمی حصه بنا لیں، ایثار ہی ہے جو آپکے رستے صاف کریگا اور غیر قوموں کے دلوں میں گھر کرنے میں آپ کامددگار ہوگا

کبھی ایک رات بھی ایسی نہیں گزری جب میں نے جماعت جرمنی کو یاد نہ رکھا ہو

(خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱/اگست ۱۹۹۸ء بمقام من ہائم ۔جرمنی)

من ہائم ۔ جرمنی (۲۱/اگست) : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج نماز جمعہ یہاں جرمنی کے ایک شہر من ہائم میں پڑھائی اور اس سے قبل خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ جرمنی کے تیئیسویں جلسہ سالانہ کا افتتاح بھی عمل میں آیا۔ حضور انور نے اس خطبہ میں دو مضامین بیان فرمائے۔ پہلا مضمون انبیاء، خلفاء کے ادب کے بارے میں اور دوسرا مضمون ایثار سے متعلق تھا۔

خطبہ کے آغاز میں حضور انور نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الحجرات کی آیات ۲ اور ۳ کی تلاوت کی اور فرمایا یہ وہ مضمون ہے جس میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا خصوصیت سے ایک ایسے رسول کے طور پر ذکر کیا گیا ہے جس کا سب سے زیادہ احترام ہونا چاہئے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس مضمون سے متعلق اپنے گزشتہ خطبہ جمعہ کے مفہوم کو سمجھنے میں بعض لوگوں کی غلط فہمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ بعض لوگ ٹکٹکی لگا کر مجھے دیکھتے ہیں یعنی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر، جس کے بعد میں نے محسوس کیا کہ بعض نہایت مخلص احباب کو بھی اس مفہوم کے سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔

اس ضمن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صحابہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے واقعات سے اس مضمون کی مزید وضاحت فرمائی۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ کسی بھائی کو ٹکٹکی باندھ کر نہیں دیکھنا چاہئے یعنی بعض لوگ تجسّس کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پھر ان کی نظریں اپنے بھائی کا پیچھا کرتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ صحابہ کے اپنے اپنے رنگ تھے۔ اس سلسلے میں حضور نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت پیش فرمائی جس میں انہوں نے بیان کیا کہ میں اسلام لانے سے قبل دشمنی اور بغض کی وجہ سے اور پھر اسلام لانے کے بعد آنحضور ﷺ کی محبت اور رعب کی وجہ سے آپ کو دیکھ نہیں سکتا تھا اور آج اگر کوئی مجھ سے حضورؐ کے حلیہ سے متعلق سوال کرے تو میں تفصیلات نہیں بتا سکتا۔

آنحضور ﷺ کی مجلس میں ادب اختیار کرنے سے متعلق حضور انور ایدہ اللہ نے بعض صحابہ رسولؐ کی مثالیں دے کر اس مضمون کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے اعتدال کی ضرورت پر زور دیا اور فرمایا کہ مختلف صحابہ اپنے اپنے رنگ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور سوال بھی کرتے تھے جسے حضورؐ ناپسند نہیں فرماتے تھے اور ان سوال کرنے والوں میں بدوی لوگوں کے علاوہ بعض قریبی صحابہ بھی سوال کیا کرتے تھے۔

حضور نے فرمایا کہ یہی رنگ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں بھی ملتا ہے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثالوں سے حضور نے واضح فرمایا کہ دونوں اخلاص کے پتلے تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں حضرت مولانا نور الدینؓ بالکل آخر میں یعنی جوتیوں میں انتہائی خاموشی کے ساتھ بیٹھ کر امام آخر الزماں کے ارشادات سنتے تھے۔ اس کے برعکس حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بیٹھتے تھے اور اکثر سوال کرتے رہتے تھے اور وہ فرماتے تھے کہ ایسے خدا کے پیارے تو صدیوں بعد ہوتے ہیں اس لئے اس بابرکت صحبت سے جس قدر استفادہ کیا جائے بہتر ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اس میں شک نہیں کہ دونوں محبت اور اخلاص کے پتلے تھے، دونوں میں تکلف نہیں تھا۔ پس یہ بات یاد رکھیں کہ اگر تکلف سے ادب کریں گے تو وہ ادب نہیں ہوگا کیونکہ وہ بناوٹ ہوگی لیکن اگر طبعاً ادب کریں گے تو اس میں بناوٹ نہیں ہوگی۔ پھر حضور انور نے حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کی ایک روایت تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۶۳۶ کے حوالہ سے بیان فرمائی جس میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں ادب اختیار کرنے کا ذکر ہے اور اس کی وضاحت اور تصدیق خود حضرت مصلح موعودؓ کی ایک روایت سے بھی حضور نے بیان فرمائی۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے جلسہ سالانہ جرمنی کی مناسبت سے ایثار کے مضمون کو بیان فرمایا اور قرآن کریم کی بعض آیات کی روشنی میں احباب جماعت جرمنی کو نصائح فرمائیں اور جماعت جرمنی کی اس پہلو میں ترقی پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ سب سے پہلے تو میں خوشخبری دیتا ہوں کہ میں نے جماعت جرمنی میں اس پہلو سے بہت ایثار پایا ہے۔ اپنے وقت کو قربان کرنا ایثار ہے، اپنے مال کو قربان کرنا ایثار ہے، اپنی سہولتوں کو قربان کرنا ایثار ہے۔ ایک تنہا آپ دنیا میں وہ جماعت ہیں جہاں بیس ہزار سے زائد افراد (مرد، عورتیں اور بچے) اس طرح ایثار کرتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ اگر بچوں کو بھی شامل کر لیا جائے تو تیس ہزار افراد ایسے ہیں جن کو خدا ایثار کی توفیق بخشتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے احادیث نبویہؐ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں فرمایا کہ سچا ایثار جو آپ کو خدا کے قریب کر سکتا ہے وہ طبیعت کا مٹی ہونا ہے۔ یہ انکساری اس دنیا میں بھی کام آئے گی اور اُس دنیا میں بھی کام آئے گی۔ یہی انکساری ہے جس کے نتیجے میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے وجود کو خلعت بخشی گئی۔ پس آپ کو بھی اپنی اپنی صلاحیتوں کے دائرے میں جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔ سب سے اچھا تجزیہ انسان اپنا خود کر سکتا ہے۔

اس ضمن میں حضور نے آیات قرآنیہ "یحبون من ھاجر الیھم .... ولو کان بھم خصاصۃ" کی بھی تشریح فرمائی اور فرمایا کہ تنگی کے حالات میں آپ کی مہمان نوازی آزمائی جاتی ہے۔ اس وقت کی مہمان نوازی انکسار سے حاصل ہو سکتی ہے۔ حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات بھی پڑھ کر سنائے۔ حضور نے فرمایا کہ ایثار تو بندے کو تب زیب دیتا ہے جب وہ خدا سے قریب کر رہا ہو۔ حضور نے احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ پس ایثار لازم ہے اور ایثار کے بغیر آپ کو مزید ترقیات نصیب نہیں ہو سکتیں۔ اس ایثار کو اپنی سرشت کا ایک لازمی حصہ بنا لیں۔ یہ ایثار ہی ہے جو آپ کے رستے صاف کرے گا اور غیر قوموں کے دلوں میں گھر کرنے میں آپ کا مددگار ہوگا۔

حضور نے جماعت جرمنی کے ایثار پر خوشنودی کے اظہار کے ساتھ فرمایا کہ کبھی ایک رات بھی ایسی نہیں گزری جب میں نے آپ کو، جماعت جرمنی کو یاد نہیں رکھا۔ ان تسکین بخش کلمات کے بعد حضور نے احباب جماعت جرمنی کو ایک بار پھر تاکید فرمائی کہ اس ایثار سے چمٹے رہیں، اسے اپنی فطرت ثانیہ بنا لیں۔ دعاؤں کے ساتھ حضور انور نے اس خطبہ کا اختتام فرمایا۔

واقعاتِ شیریں

حضرت مسیح موعود کے بیان فرمودہ سبق آموز واقعات

دعا کی شرط!

○ ''تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ سے کسی نے دعا کی خواہش کی۔ بزرگ نے فرمایا کہ دودھ چاول لاؤ۔ وہ شخص حیران ہوا۔ آخر وہ لایا۔ بزرگ نے دعا کی اور اس شخص کا کام ہوگیا۔ آخر اسے بتلایا گیا کہ یہ صرف تعلق پیدا کرنے کے لئے تھا۔ ایسا ہی باوا فرید صاحب کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ایک شخص کا قبالہ گم ہوا۔ اور وہ دعا کے لئے آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے حلوہ کھلاؤ اور وہ قبالہ حلوائی کی دوکان سے مل گیا''

(ملفوظات جلد نہم ص 24)

دعاؤں کا ہتھیار

○ ''کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک بادشاہ کسی ملک پر چڑھائی کرنے کے واسطے نکلا۔ راستہ میں ایک فقیر نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑلی اور کہا کہ تم آگے مت بڑھو ورنہ میں تمہارے ساتھ لڑائی کروں گا۔ بادشاہ حیران ہوا اور اس سے پوچھا کہ تو ایک بے سروسامان فقیر ہے تو کس طرح میرے ساتھ لڑائی کرے گا فقیر نے جواب دیا کہ میں صبح کی دعاؤں کے ہتھیار سے تمہارے مقابلہ میں جنگ کروں گا۔ بادشاہ نے کہا میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا یہ کہہ کر وہ واپس چلا گیا''

(ملفوظات جلد نہم ص 27)

ریاء سے بچو

○ ''میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس مرد سے بڑھ کر مرد خدا نہ پاؤ گے جو نیکی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی پر ظاہر نہ ہو۔ میں نے تذکرۃ الاولیا میں دیکھا ہے کہ ایک بزرگ کی حکایت لکھی ہے کہ اسے کچھ ضرورت تھی اس نے وعظ کیا اور دوران وعظ میں بزرگ نے یہ بھی کہا کہ اس کو کچھ روپیہ کی ضرورت ہے مجھے ایک دینی ضرورت پیش آگئی ہے مگر اس کے واسطے روپیہ نہیں ہے کوئی اس کی مدد کرے۔ ان کے وعظ اور ضرورت دینی کو دیکھ کر ایک بندہ خدا نے صالح سمجھ کر دس ہزار روپیہ اس کو دیا۔ اس بزرگ نے اٹھ کر روپیہ لے کر اس کی سخاوت اور فیاضی کی بڑی تعریف کی اور کہا یہ شخص بڑا ثواب پائے گا۔ جب اس شخص نے ان باتوں کو سنا تو اس بات پر وہ رنجیدہ ہوا کہ جب یہاں ہی تعریف ہوگئی تو شاید ثواب آخرت سے محرومیت ہو تو اٹھ کر چلا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آکر بآواز بلند اس نے کہا مولوی صاحب اس روپے کے دینے میں مجھ سے بڑی غلطی ہوگئی ہے وہ مال میرا نہ تھا بلکہ اصل میں یہ مال میری والدہ کا ہے اور میں اس کا روپیہ خود بخود دینے کا مختار نہ تھا اور میں اس کی بے اجازت لے آیا تھا جو دینا نہیں چاہتی اب وہ مطالبہ کرتی ہے اس لئے واپس دے دو اس بزرگ نے تو اسے روپیہ دے دیا مگر لوگوں نے بڑی لعن طعن کی اور کہا کہ اس کی اپنی بدنیتی ہے معلوم ہوتا ہے پہلے وعظ سن کر جوش میں آگیا اور روپیہ دے دیا اب روپیہ کی محبت نے مجبور کیا تو یہ عذر بنالیا ہے غرض وہ روپیہ لے کر چلا گیا۔ یا تو لوگ اس کی تعریف کرتے تھے اور یا اس کی مذمت شروع کر دی کہ بڑا بے وقوف ہے روپیہ لانے سے اول کیوں نہ ماں سے دریافت کیا کسی نے کہا جھوٹا ہے روپے دے کر افسوس ہوا تو اب یہ بہانہ بنا لیا وغیرہ وغیرہ اور وہ مجلس برخاست ہوئی مولوی صاحب بھی وعظ کر کے چلے گئے۔ مگر جب وقت گذر گیا اور رات کی سنسان گھڑیاں تھیں تو رات کے دو بجے وہ شخص وہ روپیہ لے کر اس بزرگ کے مکان پر چپکے سے گیا اور آخر انہیں آواز دی وہ سوئے ہوئے تھے انہیں جگایا اور وہی دس ہزار روپیہ رکھ دیا اور عرض کی کہ حضور میں نے یہ روپیہ اللہ تعالیٰ کے واسطے دیا تھا۔ یہ روپیہ اس وقت اس لئے نہیں دیا تھا کہ آپ میری تعریف کریں۔ آپ نے بر سر عام میری تعریف کر کے مجھے محروم ثواب آخرت کیا میری تو نیت اور تھی اس لئے میں نے شیطان کے وسوسوں سے بچنے کی یہ تدبیر کی تھی اور بہانہ کیا تھا۔ اب یہ روپیہ آپ کا ہے لیکن آپ کسی کے آگے نام نہ لیں بس اب میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ مرنے تک اس کا ذکر نہ کریں فلاں نے یہ دیا ہے۔ یہ سن کر وہ بزرگ رو پڑے اس نے پوچھا آپ روئے کیوں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے رونا اس لئے آیا کہ تو نے ایسا اخفا کیا ہے کہ جب تک یہ لوگ رہیں گے تجھے لعن طعن کریں گے کیونکہ کل کا واقعہ سب کو معلوم ہے اور یہ کسی کو معلوم نہیں کہ تو نے مجھے روپیہ واپس دے دیا ان کو اس حقیقت کی کیا خبر اور تم کہتے ہو کہ میرا نام نہ لینا اس نے کہا مجھے لعنتیں منظور ہیں مگر ریاء سے بچنا چاہتا ہوں غرض وہ چلا گیا اور آخر اللہ تعالیٰ نے اس امر کو ظاہر کر دیا جو شخص خدا تعالیٰ سے پوشیدہ طور پر صلح کر لیتا ہے خدا تعالیٰ اسے عزت دیتا ہے۔

ایک متقی تو اپنے نفس امارہ کے برخلاف جنگ کر کے اپنے خیال کو چھپاتا ہے اور خفیہ رکھتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس خفیہ خیال کو ہمیشہ ظاہر کر دیتا ہے جیسا کہ بدمعاش کسی بدچلنی کا مرتکب ہو کر خفیہ رہنا چاہتا ہے اسی طرح ایک متقی چھپ کر نماز پڑھتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کوئی دیکھ نہ لے سچا متقی ایک قسم کا ستر چاہتا ہے تقویٰ کے مراتب بہت ہیں لیکن بہر حال تقویٰ کے لئے تکلف ہے اور متقی حالت جنگ میں ہے اور صالح اس جنگ سے باہر ہے جیسے کہ میں نے مثال کے طور پر اوپر ریاء کا ذکر کیا ہے جس سے متقی کو آٹھوں پہر جنگ ہے''

(یہ واقعہ ملفوظات جلد ششم ص 389، 390، 335، 336 اور جلد اول ص 22-23 جلد دہم ص 409 میں مختلف تفاصیل سے درج ہے یہاں تمام تفاصیل کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ مرتب)

حضرت مصلح موعودؓ کی مجلس سوال و جواب

وقفِ زندگی اور بیعت

ایک صاحب نے عرض کیا کہ زندگی وقف کرنے اور بیعت میں کیا فرق ہے جو شخص بیعت کرتا ہے اس کو بھی جو حکم ملے گا وہ اس کو بجا لائے گا۔ پھر زندگی وقف کرنے کی علیحدہ کیا ضرورت ہے؟

فرمایا۔ رسول کریم ﷺ کی ہر ایک شخص بیعت کرتا تھا۔ پھر خاص خاص مواقع پر بھی حضور بیعت لیتے تھے۔ بات یہ ہے کہ پہلی بیعت میں تو یہ ہوتا ہے کہ انسان نیت کرتا ہے کہ جب مجھے کوئی حکم ملے گا۔ تو کروں گا۔ لیکن وقف کرنے والا اپنی نیت کو عمل میں لے آتا ہے اور سب کچھ چھوڑنے کے لئے تیار رہتا ہے ہاں اگر زندگی وقف کرنے والا اپنے طور پر ملازمت یا کوئی اور کام کر لیتا ہے۔ تو وہ وقف سے تمسخر کرتا ہے۔

(الفضل 31 جولائی 1922ء)

تربیتِ اولاد

ایک صاحب نے معہ اپنے دو بیٹوں کے ہانگ کانگ روانہ ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح سے عرض کیا کہ حضور کچھ نصائح فرمائیں۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ میں آپ کے بیٹوں کو نصیحت کرنے سے قبل آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اولاد کی دینی اور دنیوی تربیت کا خاص خیال رکھیں۔ عام طور پر والدین میں دو نقص پائے جاتے ہیں۔ جو یہ ہیں۔ اولاد کے متعلق یا تو بے جا حسن ظنی۔ یا بے جا بدظنی۔ ان دونوں باتوں کے غلط استعمال سے اولاد خراب ہو جاتی ہے۔ والدین حسن ظنی تو یہ کرتے ہیں۔ کہ ہماری اولاد ہمیں جو احکام دین کی پابندی کرتے دیکھتی اور ہماری دین کے متعلق باتیں سنتی ہے۔ تو خود بخود سیکھتی جاتی ہے۔ اس لئے اسے کچھ بتانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ خیال غلط ہوتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اولاد دینی باتوں کو حاصل کرنے سے بے بہرہ رہ جاتی ہے۔ یا پھر بدظنی کی جاتی ہے کہ ہماری بات کا اولاد پر کوئی اثر ہی نہیں ہوتا۔ کہ ہم بتائیں خود بخود سیکھ لیں گے۔ یہ دونوں باتیں نہیں ہونی چاہئیں۔ اور اس بدظنی کی بجائے حسن ظنی۔ اور حسن ظنی کی بجائے بدظنی ہونی چاہئے۔ یعنی یہ سمجھنا چاہئے کہ اولاد ہمیں دیکھ کر اور ہماری باتیں سن کر نہیں سیکھ لے گی۔ بلکہ اسے بتانے اور سمجھانے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح یہ بھی خیال کرنا چاہئے۔ کہ جو کچھ اولاد کو بتائیں گے۔ اس کا اس پر اثر ہوگا۔ اور اسے وہ قبول کرے گی۔ اس کا ضرور خیال رکھنا چاہئے۔

اس کے علاوہ دو اور ایسی باتیں ہیں جن کی وجہ سے تربیت اولاد میں نقص واقع ہوتا ہے وہ یہ کہ یا تو حد سے زیادہ نرمی کی جاتی ہے۔ یا حد سے زیادہ سختی۔ خواہ وہ کچھ کریں تنبیہ نہیں کی جاتی۔ حتیٰ کہ دین کی باتوں کی ہتک کرنے پر بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ کہ بڑے ہو کر سمجھ جائیں گے۔ اب ان کا دل میلا نہ ہو۔ یا اس قدر سختی کی جاتی ہے کہ ماں باپ سے انہیں نفرت ہو جاتی ہے۔ یہ دونوں نقص ہیں۔ اور ان دونوں کی وجہ سے اولادیں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔ نہ تو حد سے زیادہ سختی کرنی چاہئے۔ اور نہ بے جا نرمی۔ حضرت مسیح موعود اولاد کے ساتھ بڑی محبت رکھتے تھے۔ لیکن ایک دفعہ کا ذکر ہے والدہ صاحبہ قرآن کریم پڑھ رہی تھیں۔ کہ مبارک احمد جس کی عمر چار پانچ سال کی تھی۔ باہر سے آیا۔ اور والدہ صاحبہ سے کچھ مانگا۔ انہوں نے کہا ٹھہر جاؤ۔ قرآن پڑھ لوں اس پر مبارک احمد نے کہا اسے پرے پھینک دو۔ اس وقت اس کی بہت چھوٹی عمر تھی۔ اور حضرت صاحب کو اس سے بہت محبت تھی اس کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے یا اس لئے کہ اس کی صحت خراب رہتی تھی۔ اسی لئے اسے جتنا تعلق حضرت صاحب سے تھا۔ اتنا والدہ سے نہ تھا۔ لیکن ادھر اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے۔ اور ادھر حضرت صاحب نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا۔ میں جب گھر گیا تو وہ رو رہا تھا پوچھنے پر معلوم ہوا کہ حضرت صاحب نے طمانچہ مارا ہے۔ اس وقت اس کے چہرہ پر پانچوں انگلیوں کے نشان نظر آ رہے تھے تو حد سے زیادہ نرمی بھی بچوں کو خراب کر دیتی ہے۔ اس لئے ضرورت کے وقت سختی سے بھی کام لینا چاہئے۔

والدین کی اطاعت

آپ کو یہ نصیحت کرنے کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے بچوں کو یہی کہہ دینا کافی ہے۔ کہ وہ آپ کی اطاعت اور آپ کا کہا مانیں۔

نصیحت کرنے والے ہمیشہ اور ہر ایک کو میسر نہیں آیا کرتے۔ اور اسے خدا کا فضل سمجھنا چاہئے۔ بہت لوگ ہیں جن کی آنکھوں میں اس وقت آنسو بھر آتے ہیں۔ جب وہ کسی باپ کو اپنی اولاد کو نصیحت کرتا دیکھتے ہیں۔ کہ کاش ہمیں بھی کوئی سمجھانے والا ہوتا۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ دنیا ہمیشہ الٹ کو پسند کرتی ہے جن لوگوں کے والدین زندہ ہوتے ہیں اور انہیں پند و نصائح کرتے ہیں وہ تو کہتے ہیں یہ ہر وقت ہمارے پیچھے پڑے رہتے ہیں کبھی آرام نہیں لینے دیتے۔ اور جن کے والدین فوت ہو جاتے ہیں وہ خواہش کرتے ہیں۔ کہ کاش ہمارے والدین زندہ ہوتے اور ہمیں اپنے نصائح سے مستفید کرتے۔ تو والدین کی موجودگی بچوں کو اپنے لئے نعمت سمجھنی چاہئے اور اس کی قدر کرنی چاہئے۔

(الفضل 17۔ اگست 1922ء)

تکلیف میں راحت

ایک صاحب کو جو کچھ عرصہ سے مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں مخاطب کر کے فرمایا۔ مشکلات ہوتی ہیں مگر کئی دفعہ تکلیف ہی راحت کا موجب ہو جاتی ہے۔ آپ اپنے دل کو یوں بھی تسلی دے سکتے ہیں۔ کہ آپ بیمار ہیں کام نہیں کر سکتے۔ لیکن صحابہ کو دیکھئے کہ انہوں نے کس قدر مصائب اور تکالیف برداشت کیں۔ وہ کام کر سکتے تھے۔ مگر ان کو کام بھی نہیں کرنے دیا جاتا تھا۔ تیرہ سال تک مصائب برداشت کرتے رہے۔ جو لوگ حبشہ میں گئے وہ فتح خیبر کے وقت آئے۔ یہ کتنی بڑی مصیبت تھی۔ لیکن پھر اللہ

تعالیٰ نے ان کی حالت بدل دی۔ بعض دفعہ مصیبت کے ختم ہونے کا وقت آپہنچا ہوتا ہے مگر انسان غلطی سے ہمت ہار کر مایوس ہو جاتا ہے۔ پس چاہئے کہ آپ ہمت نہ ہاریں میں بھی دعا کروں گا۔ اور آپ بھی استغفار کریں آپ کے خاندان میں پیری مریدی کا بھی سلسلہ تھا شاید اللہ تعالیٰ آپ کے مال کو خالص کرنا چاہتا ہے۔ اگر مصیبت نہ دور ہو تو (احمدیؐ) کا سہارا اس جہان پر نہیں اگلے جہان پر ہے۔ اور وہ اس دنیا کو اس ایک وقفہ سے بھی کم حیثیت سمجھتا ہے۔ جو مسافر اثناء سفر میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ جاتا ہے۔

صحابہ کی جنگ احزاب کے موقعہ پر یہ حالت تھی کہ ایک طرف یہود مخالف تھے۔ ایک طرف دشمن کی فوجیں تھیں اور بھوک نے سب کا حال بے حال کر رکھا تھا۔ اور انہوں نے پتھر پیٹ پر باندھے ہوئے تھے۔ خود آنحضرت ﷺ نے بھی پتھر باندھ رکھے تھے۔ منافق بھی اس وقت طعنے دیتے تھے۔ کہ یہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم عرب کو فتح کریں گے۔ اور اب گھر سے باہر نہیں نکل سکتے۔ مگر خدا نے ان کی مدد کی۔

گائے کی پرستش کا خیال

اس بات کے ذکر پر کہ ویدوں میں گائے کا گوشت مہمانوں کو کھلانے کا ذکر ہے۔ فرمایا گائے کی پرستش کا خیال ہندوؤں میں بعد میں پیدا ہوا۔ اور وہ ممالک جہاں کے لوگوں کی معیشت کا مدار زراعت پر ہے۔ وہاں گائے کی پرستش جاری ہو گئی چنانچہ مصر میں بھی گائے کی پرستش کی جاتی تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ زراعت کے لئے گائے ایک مفید جانور تھا اور اس کی حفاظت کی ضرورت تھی۔ اس لئے اسے محفوظ رکھنے کے لئے اس کی پرستش شروع کر دی گئی مگر یہ طریق درست نہ تھا۔ دیکھو اسلام نے اس قسم کی بات کو کیسی عقل مندی سے جاری کیا۔ عرب میں گھوڑا بہت مفید اور ضروری جانور تھا۔ اور اس کی کمی سے ملک کو نقصان ہو سکتا تھا۔ اس لئے اسے محفوظ رکھنے کے لئے اس کا گوشت مکروہ کر دیا۔ مکروہ ناجائز نہیں ہوتا۔ لیکن اس کا استعمال پسندیدہ بھی نہیں ہوتا۔ اس طرح جہاں گھوڑے کو محفوظ کر دیا گیا۔ وہاں اس بات کا بھی انسداد ہو گیا کہ لوگ اسے مقدس سمجھ کر اس کی عبادت کرنے لگ جاتے کیونکہ اس کا گوشت استعمال کرنا مکروہ کیا گیا تھا۔ نہ کہ ناجائز۔

اعمالِ انسانی کی حفاظت

ایک صاحب نے سوال کیا۔ یہ جو آتا ہے کہ اعمال لکھے جاتے ہیں کیا رب العلمین کے ہاں رجسٹر ہے جس میں یہ تمام اعمال درج ہوں گے۔

فرمایا کہ وہ اعمال محفوظ رکھے جائیں گے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہم یہاں جو حرکت کریں وہ جو میں محفوظ رہتی ہے۔ اور ایک آلہ کے ذریعہ اس کو اخذ کر لیا جا سکتا ہے۔ تو کیا رب العالمین اعمال انسانی کو محفوظ نہیں رکھ سکتا۔

سزا کی غائت

انہی صاحب نے سوال کیا کہ سزا تو مجرم کو اس لئے دی جاتی ہے کہ لوگوں کو عبرت ہو مگر جہنم میں جو سزا ملے گی اس سے کن لوگوں کو عبرت دینا مقصود ہو گا۔

فرمایا سزا عبرت ہی کے لئے نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے اور بھی فائدے ہوتے ہیں۔ عبرت ایک عام مفہوم ہے مگر سب سے زیادہ مستحق خود وہی شخص ہے جس سے جرم سرزد ہو کہ اس کو اس کی غلطی کا احساس پیدا کرایا جائے۔ اگر کسی شخص کا کوئی بچہ ہو اور وہ غلطی کرتا ہو۔ تو والدین جو اس کو سزا دیتے ہیں۔ اس سے ان کی یہ غرض نہیں ہوتی کہ اوروں کے لئے عبرت ہو۔ بلکہ یہ غرض ہوتی ہے۔ کہ خود اس بچہ کی آئندہ کے لئے اصلاح ہو جائے۔ پس سزا کے دو فائدے ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ دوسروں کے لئے عبرت کا باعث ہو اور سب سے زیادہ یہ کہ خود اس شخص کی اصلاح ہو جائے۔

اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور عیوب سے مبرا ہے۔ بندے کا اس سے تعلق نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ بندہ بھی پاک نہ ہو جائے جن لوگوں میں عیوب ہوتے ہیں اور گناہ ان کے قلوب کو تاریک اور زنگ آلود کر دیتے ہیں۔ اس ذریعہ سے جس کو سزا یا عذاب جہنم کہتے ہیں ان کے ان نقائص کو دور کر دیا جاتا ہے۔

اس کا نام در اصل اصلاح ہے۔ اور سزا اس لئے رکھا ہے کہ ہم اس کو سزا ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ جو شخص ناواقف ہو وہ ایک ڈاکٹر کو دیکھے کہ وہ اس کے نشتر مار رہا ہے۔ تو وہ اس کے متعلق یہی خیال کرے گا کہ وہ اس کے چاقو مارتا ہے لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ وہ چاقو نہیں مار رہا۔ بلکہ وہ اس کے گندے اور فاسد مواد کو نکال کر اس کے جسم کی اصلاح کر رہا ہے۔ اس کا نام تو اصلاح یا اپریشن سمجھنا چاہئے۔ سزا تو عام مفہوم کے لحاظ سے اس کو کہا جاتا ہے۔

بہشت و دوزخ حور و قصور کیا شئے ہیں

سوال ہوا کیا دوزخ اور جنت میں اور حوروں سے یہی مراد ہے۔ جو عام طور پر مفہوم ہوتا ہے یا اس کے علاوہ کچھ اور۔

فرمایا کہ نام تو یہی صحیح ہے۔ مگر حقیقت ان کی کچھ اور ہے۔ جیسا کہ رسول کریم ﷺ جنت کی چیزوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ اس کا صحیح نقشہ انسان کے ذہن اور قلب میں آسکتا ہے۔

کہتے ہیں ایک بچہ نے اپنے باپ سے پوچھا کہ بادشاہ کس کو کہتے ہیں باپ نے جواب دیا کہ بادشاہ وہ ہوتا ہے جس کی بات کوئی شخص نہ روک سکے۔ اتفاق سے باپ کمزور طبیعت کا انسان تھا۔ اور ماں بہت سخت گیر بچے نے باپ سے بادشاہ کی یہ تعریف سنتے ہی فوراً کہا تو ابا بادشاہ ہماری ماں ہوئی۔ چونکہ بچے کے سامنے وہ شخص بادشاہ کی پوری تعریف نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ بچہ ان دقیق مسائل کو سمجھ نہیں سکتا تھا۔ اس لئے اس نے وہ بات کہی جو بچے کے ذہن میں آسکتی تھی۔ مگر بچہ کا ذہن بجائے اصل حقیقت کی طرف جانے کے ماں کی بادشاہت کی طرف منتقل ہو گیا۔ اسی طرح یہ الفاظ تو درست ہیں۔ مگر لوگوں نے اپنی کوتاہی فہم سے سمجھ لیا۔ کہ وہ پھل وہ مکان وغیرہ ایسے ہی ہوں گے جیسے اس دنیا کے ہوتے

(باقی صفحہ ۲۵ پر)

سن رائیز ریڈیو پر ایک دلچسپ ٹیلیفونی مذاکرہ

یہاں (لندن کے علاقہ) ساؤتھ آل میں ایشیائی باشندوں کا ایک ریڈیو سٹیشن قائم ہے۔ جسے سَن رائز ریڈیو کہتے ہیں کچھ عرصے سے اس کے کارپرداز کی جماعت احمدیہ کے بارے میں دلچسپی بڑھ گئی ہے اور صرف خبریں ہی نہیں ان سے منسوب خود ساختہ عقیدے اور نظریات نشر کرکے ذہنوں کو مسموم کرنے کی مہم جاری ہے۔ دسمبر 91ء کو جب اس جماعت کا قادیان (بھارت) میں جلسہ تھا تو اس ریڈیو سے امام جماعت احمدیہ سے متعلق ایک شرانگیز خبر نشر کی گئی۔۔۔ جس کی غیر احمدی سامعین کی طرف سے بھی تردید اور تلقین کے باوجود صحیح طور پر تردید نہ کی گئی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ان کارپردازوں میں کوئی مُلّا آگھسا ہے جس میں جھوٹ پر ڈٹے رہنے کی غیر معمولی صلاحیت ہے۔

ٹیلیفونی مذاکرہ

11 اپریل 92ء کو رات کے بارہ بجے تک اس ریڈیو سے اس مفروضہ پر ٹیلیفونی مذاکرہ کا اہتمام کیا گیا کہ ایک سُنّی لڑکی اور احمدی لڑکے سے شادی کرسکتی ہے یا نہیں؟

اس سوال کے جواب میں ان لوگوں نے جماعت احمدیہ کے بارے میں اپنی آراء دیں۔ جماعت احمدیہ کے بعض افراد نے بھی اس مذاکرے میں حصہ لیا۔ ان آراء اور تبصروں کا مفہوم اور خلاصہ پیش خدمت ہے۔

بریڈ فورڈ سے ایک احمدی کی رائے

انہوں نے ٹیلی فون کے ذریعہ رابطہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ پہلے سُنّی مسلمان تھے اب احمدی ہیں۔ احمدیت کوئی نیا مذہب نہیں ہے یہ لوگ بڑے بااخلاق ہوتے ہیں اور دین خداوندی کی تعلیم پر پورا پورا عمل کرتے ہیں اور حتی المقدور تمام ارکان دین کی پابندی کرتے ہیں۔

ایک سید کا مؤقف

ان کے بعد ایک سید صاحب نے بڑے کھولتے ہوئے لہجے میں کہا "یہ صاحب جو ابھی ابھی بول رہے تھے۔ ان کی باتیں سن کر میرا خون کھول اٹھا ہے۔ یہ ہرگز مسلمان نہیں ہوتے بلکہ دین سے پھرے ہوئے اور مرتد ہیں۔ یہ بڑی خوبصورتی سے مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ ان کی حیثیت آستین کے سانپ کی ہے۔ کلمہ غلط پڑھتے ہیں محمدؐ کی جگہ مرزا غلام احمد مراد لیتے ہیں۔ ان کے روزے اور نمازیں وغیرہ ہرگز قبول نہیں ہوسکتے کیونکہ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں سمجھتے اور جو شخص ایسا نہ سمجھے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔

ان (سُنّی) محترم کو چاہئے کہ وہ پہلے اپنے آشنا کو مسلمان ہونے پر مجبور کریں۔ پھر شادی کرلیں اگر وہ احمدیت چھوڑنے پر تیار نہ ہو تو ہرگز شادی نہ کریں۔

ایک اسماعیلی کا موقف

۔۔۔ میں اپنے تجربے کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ اگر دونوں میں محبت ہے تو کوئی چیز درمیان میں حائل نہیں ہونی چاہئے آج کل مختلف مذاہب کے لوگ باہم شادیاں کرتے ہیں۔ اور کئی شادیاں کامیاب بھی ہیں۔ والدین کو مذہب یا عقیدہ کا بہانہ بنا کر رکاوٹ نہیں ڈالنی چاہئے۔ انہوں نے سید صاحب کے موقف کی تردید کرتے ہوئے کہا اس قسم کے لوگ انتہائی تنگ نظر ہیں۔ ہر ایک کو کافر قرار دینا ہی ان کا شیوہ ہے دنیا میں 20 ملین اسماعیلی ہیں یہ تو ہمیں بھی مسلمان نہیں سمجھتے۔۔۔ حالانکہ ہم خود کو اہل تشیع کا ایک فرقہ سمجھتے ہیں۔

ایک لندنی احمدی کی رائے

۔۔۔ سید صاحب نے یہ کیا فرما دیا کہ ان کے روزے، نمازیں وغیرہ قبول نہیں ہوسکتیں۔ عبادات کو قبول کرنا تو خدا تعالیٰ کا کام ہے کیونکہ اسی کے لئے بجالائی جاتی ہیں۔ یہ اختیار سید صاحب کو کہاں سے مل گیا۔ احمدی بفضل خدا تمام ارکان دین پر ایمان رکھتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں احمدی اور غیر احمدی میں فرق صرف یہ ہے کہ غیر احمدی حضرات جس شخص (مسیح موعود) کے منتظر ہیں احمدی سمجھتے ہیں کہ وہ حضرت مرزا غلام احمد کے روپ میں آگیا ہے۔ چودھویں صدی بھی پوری ہو چکی ہے۔ مسیح موعود کی آمد سے متعلق تمام علامتیں اور نشانیاں بھی پوری ہو چکی ہیں۔۔۔ سید صاحب تو خود ہی خدا بن بیٹھے !۔۔۔ "عالم الغیب تو صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں ایک جنگ کے موقع پر جب ایک صحابی نے ایک دشمن کو اس کے باوجود قتل کردیا کہ وہ کلمہ پڑھ چکا تھا تو اس بات کا علم ہونے پر سرور عالمؐ سخت ناراض ہوئے۔۔۔ اس شخص نے عرض کیا۔۔۔ حضورؐ اس نے خوف سے کلمہ پڑھا تھا تو حضورؐ نے سخت خفگی سے بھرے ہوئے لہجے میں فرمایا کہ

کیا تم نے اس کا سینہ پھاڑ کر دیکھا تھا کہ اس نے دل سے کلمہ پڑھا ہے کہ نہیں؟

سید صاحب کو استغفار کرنا چاہئے یہ کہنے پر کہ احمدی کلمہ غلط پڑھتے ہیں اور کہ ان کی محمدؐ سے مراد مرزا غلام احمد ہوتی ہے۔ اس سے بڑا بہتان اور کیا ہوسکتا ہے۔ اذانوں پر پابندی' عبادات پر پابندی' اصطلاحات پر پابندی قسم کی باتیں پاکستان میں ہی چل سکتی ہے یہاں نہیں سید صاحب کو چاہئے کہ وہ اس ملک کے رہنے والوں کو اسلام کی صحیح اور پاکیزہ تصویر دکھائیں۔ اسلام رواداری کا مذہب ہے۔ اس میں کوئی چیز نہیں۔ سید صاحب کو اپنی تنگ نظری کو اسلام کے نام سے لوگوں کے سامنے پیش نہیں کرنا چاہئے احمدی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النّبیین تسلیم کرتے ہیں۔

ایک اور مسلمان کی رائے

۔۔۔ میں نے یہ ساری بحث سنی یہ بحث یہ غلط ہے کہ قادیانی مسلمان ہیں یا نہیں انسان کو بس ہمیشہ اچھا انسان بننا چاہئے اگر کوئی ارکان اسلام پر پورا پورا عمل کر رہا ہے تو اسے اس بات پر فخر کا حق بھی ہے مگر اسے یہ حق نہیں کہ وہ دوسرے کو مسلمان نہ ہونے کا طعنہ دے۔ اس لئے مجھے سید صاحب کا یوں اچھل اچھل کر دوسروں کو چیلنج کرنا پسند نہیں آیا۔ انہیں صرف زیر بحث مسئلہ پر اپنی رائے دینی چاہئے

تھی۔ کسی کو بھی دوسرے پر کیچڑ اچھالنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔

مغل صاحب کی رائے

——میرے خیال میں مرزا غلام احمد امام مہدی نہیں ہیں۔ یہ شوشہ انگریزوں نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لئے چھوڑا تھا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ انگریزوں کو مسلمانوں کے جذبہ جہاد سے بڑا خوف تھا۔ اس لئے احمدیوں کو چاہیئے کہ پہلے وہ اپنا ہوم ورک کریں پھر بات کریں۔

میر صاحب کی رائے

——پیار محبت صرف نفسانی خواہشات ہیں۔ انسان کو ہر چیز مذہب کے دائرہ کے اندر رہ کر کرنی چاہیئے اس لئے بچوں کو اسی بات کی آزادی نہیں دی جاسکتی کہ وہ اپنی مرضی سے شادیاں کرتے پھریں۔

ایک سنی مسلمان عورت کی رائے

——مذہب کے نام پر ہمیشہ ظلم ہوتا آیا ہے میں ایک احمدی گھرانے کے ساتھ رہ چکی ہوں اور میرا یہ تاثر ہے کہ احمدیوں میں تمام وہ اچھائیاں اور خوبیاں موجود ہیں جو ایک اچھے انسان میں ہونی چاہئیں۔ اگر سب سید صاحب کی طرح دین کو لاٹھی بنا کر چلانے لگیں۔ تو اس تسے کہا کوئی بھی ہمارے دین کی طرف راغب نہ ہوگا۔ صرف یہ چاہیئے کہ اپنے دین کی سچائی دوسروں پر ظاہر کی جائے اگر کسی میں انسانیت ہے تو اس کا مذہب سچا ہے **اگر انسانیت ہی نہیں تو مذہب کس کام کا؟**

ایک خان صاحب کی رائے

——میرا تعلق پاکستان سے ہے مجھے ان محترمہ سے سو فیصدی اتفاق ہے جو ابھی ابھی بول رہی تھیں احمدیوں میں انسانیت ہے۔ میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں جو مجھے کراچی میں پیش آیا یہ بھٹو کا زمانہ تھا کراچی میں ان دنوں کرفیو لگا ہوا تھا میں جن لوگوں کا کرایہ دار تھا وہ سخت کٹر مولوی حضرات تھے۔ اور نیچے رہتے تھے جب کہ میں بالائی منزل پر رہتا تھا یہ بڑی بڑی داڑھیاں ہر وقت ہاتھوں میں تسبیح اور انسانیت کا درس ——اتفاق سے کرفیو والی رات کو جب میری بیوی نے بچے کا دودھ گرم کیا تو وہ خراب ہوگیا۔ اس نے کہا بچے کے لئے دودھ کا انتظام کرو۔ گھر میں اور دودھ نہیں ہے۔ نیچے سے حاجی صاحب ہی سے تھوڑا سا دودھ لے آؤ۔ میں نیچے گیا اور جب تھوڑا سا دودھ دینے کو کہا تو انہوں نے کورا جواب دیا اور دروازہ بند کرلیا—— ہمارے مکان سے تیسری کوٹھی میں ایک احمد صاحب رہتے تھے جو قادیانی مشہور تھے۔ مجبور ہوکر میں گھر سے باہر نکلا اور اس امید پر ان کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ شاید وہی انسانیت کے ناطے میری مدد کریں۔ کوٹھی سے ان کا ڈرائیور باہر نکلا۔ ابھی میں اپنا مدعا بیان کر رہی رہا تھا کہ احمد صاحب خود بھی آگئے۔ میری بات سنتے ہی اندر گئے اور دودھ کا ایک پیکٹ اٹھالائے۔

میں نے کہا مجھے تو صرف ایک پیالی دودھ ہی کافی ہے۔ اس پر احمد صاحب نے کہا رات بہت لمبی ہے۔ پورا پیکٹ ہی لے جایئے پھر کام آجائے گا۔ آپ تو ہمارے ہمسائے ہیں اور ہمسایوں کا بہت حق ہوتا ہے—— اب بتایئے میں ان بڑی بڑی داڑھیوں کو کیا کہوں۔ انسانیت نام کی شے تو ان میں نہیں تھی۔ اصل چیز تو انسانی ہمدردی ہوتی ہے۔ اب مذہب کا کیا فائدہ جو انسانیت کا درس نہ دے۔

میرے نزدیک تو احمدیوں کو کافر کہنا بہت بڑا ظلم ہے

ایک ہندو کی رائے

——پروگرام کے آخر میں ایک ہندو سامع ٹیلیفون پر آئے اور رائے دی کہ ——"کسی دوسرے مذہب یا عقیدہ رکھنے والے شخص سے شادی میں کوئی مضائقہ نہیں۔ میں ہندو ہوں مگر سکھ عورت سے شادی کی ہے۔ ہم دونوں خوش ہیں۔ ہمارے رشتہ داروں نے پہلے پہلے بہت برا منایا تھا۔ مگر اب وہ بھی راضی ہوگئے ہیں۔ سید صاحب کا یہ کہنا کہ پہلے احمدی کو سنی بناؤ بڑی زبردستی ہے۔ **انسان کو وسیع النظر ہونا چاہیئے**

حسنِ تربیت

حضرت خلیفتہ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے۔

"مجلس انصار اللہ کے سٹیج پر یا کسی ایسی سٹیج سے جس میں میں ہوں بغیر داڑھی والا نہ تو تلاوت کرے اور نہ نظم پڑھے گا....... یہ بات ہمارے اندرونی اخلاق کے حوالے سے ضروری ہے"

جب خاکسار نے حضور کا یہ ارشاد پڑھا تو مجھے ایک واقعہ یاد آگیا جو احباب کے لئے یقیناً مفید ہوگا۔ واقعہ یہ ہے کہ

مکرم و محترم ملک منور احمد جاوید صاحب حال نائب ناظر دار الضیافت صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ جو اس وقت قائد ضلع یا قائد علاقہ لاہور تھے نے اپنی مجلس عاملہ کے اراکین کی حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سے ملاقات کروائی جو ان کی کوٹھی واقع نمبر 93 خورشید عالم روڈ لاہور چھاؤنی میں ہوئی۔ مصافحہ ہوا اور ارشاد پر بیٹھ گئے۔ ایک رکن عاملہ نے سوال کیا کہ

آپ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے رفیق ہیں آپ انکا کوئی واقعہ سنائیں جس کے آپ چشم دید گواہ ہوں اس پر آپ نے فرمایا۔

میری عمر چھوٹی تھی اندرون خانہ بھی چلا جاتا تھا مگر سارے وقت یہاں تک کہ حضور کی وفات ہوگئی میں نے گھر میں بھی حضور کو کبھی ننگے سر نہیں دیکھا آپ نوجوان کیوں ننگے سر پھرتے ہو۔

اور پھر فرمایا

آپ داڑھی کیوں نہیں رکھتے یہ سنت بھی ہے اور اس وردی کا حصہ ہے جس فوج کے آپ سپاہی ہیں اس پر ایک نوجوان نے سوال کیا۔

چوہدری صاحب کیا داڑھی میں ہی (دین حق) ہے جس پر آپ نے فرمایا۔

نہیں مگر (دین حق) میں داڑھی ہے۔

یہ انداز بیان اس قدر پیارا تھا کہ اس وقت بہت سے اراکین عاملہ نے اس نصیحت پر عمل کیا اور داڑھی رکھ لی۔

سندھ میں جماعت احمدیہ کے خلاف ہنگامے، مُلّاؤں کی اشتعال انگیزی

نوکوٹ میں جماعت احمدیہ کی مسجد پر حملہ ۔ لوٹ مار کے بعد آگ لگا دی گئی۔

متعدد احمدی گرفتار

(پریس ڈیسک): پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف جو ظالمانہ کارروائیاں کی جارہی ہیں۔ اس سلسلہ میں حال ہی میں موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق نوکوٹ (سندھ) میں جماعت کی مسجد پر حملہ کر کے لوٹ مار کے بعد اسے آگ لگادی گئی۔

تفصیلات کے مطابق چک چار نصرت آباد فارم (سندھ) سے ڈیڑھ کلو میٹر دور ایک احمدی نواب مصطفیٰ احمد خان صاحب کی زمین ہے جو انہوں نے ٹھیکہ پر دے رکھی ہے اس زمین میں غالباً ۳۰ سال پرانی ایک مسجد تھی جو خستہ حال ہو چکی تھی اور آبادی سے دور ہونے کی وجہ سے وہاں نماز کا باقاعدہ انتظام نہ تھا۔ اس صورت حال کو دیکھ کر زمین کی نگرانی کرنے والے ایک مسلمان حیدر نامی نے خواہش ظاہر کی کہ اسے مسمار کر کے نئی مسجد بنالی جائے جس کی اجازت دے دی گئی۔ اور اس نے ملبہ کو گرا کر اور اس میں ایک نسخہ قرآن جو بوسیدہ ہو چکا تھا اٹھا کر اپنے گھر میں محفوظ کر لیا۔ اس واقعہ کے تین دن بعد نوکوٹ کے مولویوں کو جب اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے عوام میں اشتعال پھیلانا شروع کیا اور مساجد میں باقاعدہ اعلان شروع ہو گئے۔

۲۴ راگست کو پولیس موقعہ پر آئی اور حیدر نے اپنا بیان درج کرایا کہ نئی مسجد کی تعمیر کے لئے خستہ حال مسجد کو گرایا گیا ہے۔ یہ بیان DSP ڈگری اور SDM کی موجودگی میں ہوا۔ پولیس پوری تسلی کر کے واپس چلی گئی۔ اگلے روز یعنی ۲۵ راگست کو سندھی مسلمان حیدر نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے ایک کمرہ پکی اینٹوں کے ساتھ تعمیر کروادیا اور محراب بھی بنایا۔

نوکوٹ کی احمدیہ مسجد کا واقعہ

۲۶ راگست کو مولویوں نے سارے شہر میں جلوس نکالا، نوکوٹ شہر میں ہڑتال کی گئی اور ۱۱ بجے کے لگ بھگ ایک ہزار کے مجمع نے مولویوں کی قیادت میں مسجد احمدیہ پر حملہ کر دیا۔ جلوس ہوائی فائرنگ کرتا ہوا مسجد کی طرف آیا۔ اس وقت نوکوٹ کے احمدی مسجد کی حفاظت کے لئے پہنچ گئے۔ اس طرح مسجد میں کل ۱۴ احمدی تھے۔ پولیس کو اطلاع دی گئی۔ پولیس کے پہنچنے سے پہلے ہی جلوس نے مسجد پر پتھراؤ شروع کر دیا۔ جلوس کو مسجد سے دور رکھنے کے لئے مسجد کی چھت پر سے ہوائی فائرنگ کی گئی۔ جب پولیس پہنچ گئی تو ہوائی فائرنگ بند کر دی گئی۔ SHO خود مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور جلوس روکنے کی کوشش میں زخمی ہو گیا۔ اور جلوس مسجد میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ جلوس نے مسجد کے اندر داخل ہو کر آگ لگادی۔ ہجوم کے پتھراؤ سے تین احمدی زخمی ہوئے۔

مسجد کے ساتھ Rangers کی چوکی ہے۔ مسجد میں داخل ہونے کے بعد رینجرز کے میجر نے احمدی احباب کو چوکی میں بحفاظت اتار لیا۔ جلوس نے رینجرز سے مطالبہ کیا کہ احمدیوں کو ہمارے حوالے کر دو مگر رینجرز نے مطالبہ مسترد کر دیا۔ اس دوران پولیس کی مزید نفری اور SP اور DSP وہاں پہنچ گئے اور جلوس کو منتشر کر دیا۔ انہوں نے احمدیوں کو اپنی حفاظت میں لے لیا اور زخمیوں کو سول ہسپتال میر پور خاص بھجوادیا گیا۔

زخمی ہونے والوں کے نام یہ ہیں۔ ڈاکٹر رشید احمد، وارث احمد، فاروق اسماعیل۔

پولیس نے اسلحہ برآمد کر کے اپنی تحویل میں لے لیا اور مندرجہ ذیل احباب کو گرفتار کر لیا۔ ڈاکٹر رشید احمد، وارث احمد، فاروق اسماعیل، عبدالحمید طاہر، مشتاق احمد، ارشد جاوید، ارشاد احمد، نوید مبشر، اللہ نواز، رشید بلوچ، غلام مرتضیٰ، انیس احمد، احسن، فیصل الرحمان۔

نوکوٹ مسجد کا نقصان

جلوس نے باہر کی دیوار گرا کر اندر آگ لگادی جس سے صفیں، کتابیں، الماریاں اور بجلی کا سامان جل گیا۔ جو لکڑی کا سامان جلنے سے رہ گیا نیز ڈش انٹینا سے LNB، ریسیور، بجلی کی تاریں اور پنکھے لوگ لوٹ کر لے گئے۔ مسجد کے تین مینارے گرادئے گئے۔ مسجد کے ساتھ دو دکانیں جو مسجد کی ملکیت تھیں اور احمدیوں کے قبضے میں تھیں ان کو بھی آگ لگادی گئی۔

سندھ کی اخباروں کا کردار

سندھی اخبارات نے واقعات کو اشتعال انگیز رنگ میں بیان کیا۔ قرآن کی بے ادبی کے الزام اور جلوس پر فائرنگ کو نمایاں کوریج دی جس سے دیگر کئی شہروں میں جلوس نکالے گئے۔

پولیس کی طرف سے دو مقدمات درج کئے گئے جو ۲۶ راگست کو درج ہوئے۔ پہلا مقدمہ تین احمدی دوستوں پر 13/D-Arms ord کی دفعہ لگا کر یعنی جائز اور ناجائز اسلحہ رکھنے پر۔ دوسرا مقدمہ تین احمدی دوستوں پر اور ۱۱ غیر احمدیوں پر جنہوں نے نوکوٹ مسجد پر حملہ کیا دفعات 324/436, 147/148, 149/255, 427 لگائی گئیں۔ چودہ احمدی جو پہلے دن سے ہی گرفتار ہیں اور چھ غیر احمدی گرفتار ہو چکے ہیں۔ ان سب پر بلوہ، ہنگامہ کرنے، توڑ پھوڑ اور ہوائی فائرنگ کے الزامات لگائے گئے ہیں۔ مزید اطلاع کے مطابق مورخہ ۲ ر ستمبر کو پولیس نے مزید دو مقدمات احمدیوں کے خلاف درج کئے ہیں۔

(ا)......FIR. 87/98۔ دفعات جو لگائی گئیں 295/B، 295/A۔ بنام: ا۔ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب صدر جماعت نوکوٹ۔ ۲۔ مکرم اللہ رکھا صاحب، (چک چار میں نواب مصطفیٰ احمد صاحب کی زمین میں ٹھیکیدار ہیں)۔ ۳۔ مکرم نبی احمد صاحب۔ ۴۔ نبی احمد صاحب کا بیٹا۔ ۵۔ مکرم جاوید عرف موٹا، (مکرم اللہ رکھا صاحب کا بیٹا)۔

۲......دوسرا مقدمہ FIR No. 88/98۔ دفعات 295/A، 295/C بنام: ا۔ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب، صدر جماعت۔ ۲۔ سفیر احمد صاحب، نائب صدر نوکوٹ۔ ۳۔ رانا محمد خالق صاحب ۴۔ ظہیر احمد صاحب

ان کے علاوہ چودہ وہ احباب ہیں جو پہلے ہی پولیس کی تحویل میں ہیں انہیں بھی اس مقدمہ میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اسی طرح احمدیوں پر کل مقدمات کی تعداد چار ہو گئی ہے اور ان میں کل ۲۲، افراد ملوث کئے گئے ہیں۔ یاد رہے کہ دفعہ 295/C کے تحت توہین رسالت کا مقدمہ بنتا ہے جس کی سزا موت مقرر ہے۔

شرپسند فتنہ پرور ملاؤں کی اس نہایت ظالمانہ اور قبیح حرکت اور خدا کے گھر کی بربادی اور ہنگامہ آرائی کی یہ کارروائی نہایت درجہ قابل مذمت ہے۔ احباب پاکستان کے احمدیوں کو خصوصیت سے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی حفاظت میں رکھے اور شریر مفسدوں کو پارہ پارہ کردے اور ان کی گرفت فرمائے۔

حضرت میاں جان محمد صاحب
صحابی حضرت مسیح موعود
کا انتقال پر ملال

یہ خبرا نتہائی دکھ اور افسوس سے سنی جائے گی کہ حضرت مسیح موعود کے (مردوں میں سے آخری) رفیق حضرت میاں جان محمد صاحب مورخہ 6۔ ستمبر 1998ء بروز اتوار سہ پہر 3.35 پر وفات پا گئے۔ آپ کی عمر 102 سال تھی۔ آپ محمود آباد سندھ میں اپنے بیٹے یعقوب احمد صاحب کے پاس رہائش رکھتے تھے۔ گذشتہ چند دنوں سے بیمار تھے اور بغرض علاج آپ کو کنری ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔ لیکن صحت زیادہ خراب ہونے کے باعث ڈاکٹر صاحبان نے انہیں میرپور خاص لے جانے کا مشورہ دیا لیکن راستہ میں ہی آپ اللہ تعالیٰ حضور کے حاضر ہو گئے۔

آپ کا جسد خاکی بذریعہ سپر ایکسپریس مورخہ 8۔ ستمبر کو ربوہ لایا گیا۔ جہاں زیارت کے لئے دارالضیافت میں رکھا گیا۔ بعد ازاں نماز عصر سے قبل ان کا تابوت بیت مبارک کے عقب میں لایا گیا۔ جہاں ہزاروں احباب نے ان کے چہرہ کی زیارت کی۔ پونے پانچ بجے نماز عصر کی ادائیگی کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی بعدہ آپ کا تابوت ایک چارپائی پر رکھا گیا جس کے ساتھ لمبے لمبے بانس لگے ہوئے تھے تاکہ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد مین کندھا دینے کی سعادت حاصل کر سکیں۔ چنانچہ بیت مبارک سے کندھوں پر آپ کے تابوت کو اٹھا کر بہشتی مقبرہ لایا گیا۔ جہاں قطعہ رفقاء حضرت مسیح موعود میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

قبر تیار ہونے پر محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ نے دعا کروائی جس میں ربوہ اور بیرون از ربوہ سے آئے ہوئے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

مختصر حالات

○ حضرت میاں جان محمد صاحب 1896ء میں ضلع گورداسپور کے ایک چھوٹے سے گاؤں پھیرو چیچی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی زندگی آپ نے یہیں گذاری۔ آپ کے گاؤں میں پہلے آپ کے خسر نے احمدیت قبول کی۔ ان کی دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں آپ کے والد محترم حضرت میاں غلام محمد صاحب نے 1905ء میں حضرت مسیح موعود کی دستی بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ بچپن میں ہی آپ کو اپنے والد صاحب کے ہمراہ اکثر قادیان جانے کی سعادت نصیب ہوتی رہی حضرت مسیح موعود کی اقتداء میں نمازیں پڑھنے اور متعدد بار مصافحہ کرنے کی سعادت بھی آپ کو حاصل ہوئی۔

آپ انتہائی منکسر المزاج۔ متقی اور دعا گو تھے۔ آپ کے دو پوتے مکرم شاہد احمد ابن سعید احمد صاحب اور مظفر احمد شہزاد ابن یعقوب احمد صاحب واقف زندگی ہیں اور جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم مختار احمد صاحب وقف جدید کے تحت بطور معلم شریف آباد سندھ میں خدمات دینیہ بجالا رہے ہیں۔

اسی طرح دو نواسے مکرم عبدالعزیز عابد صاحب اور فضل الٰہی شاہد صاحب مربیان سلسلہ ہیں۔ اور ایک پوتا کریم احمد طارق ابن فضل احمد وکالت مال ثانی میں خدمت دین کی سعادت پا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت میاں صاحب کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ درجات بلند کرے اور راپنی رضا کی جنتوں میں داخل فرمائے۔ اور ان کے جملہ لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب

صحابہ مسیح موعود کا انفاق فی سبیل اللہ

قیام توحید' دین حق کے غلبہ اور انسانیت کی عظمت کے قیام کے لئے جو شاندار قربانیاں اور اخلاص و فدائیت کے عظیم الشان اور قابل ذکر و فخر نمونے حضرت اقدس مسیح موعود کے رفقاء نے پیش کئے ان کی نظیر الٰہی جماعتوں کے سوا اور کہیں نہیں ملتی انفاق فی سبیل اللہ کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود اپنے رفقاء کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اس زمانہ میں جس میں ہماری جماعت پیدا کی گئی ہے.... بہتیرے ان میں سے ایسے ہیں کہ اپنے محنت سے کمائے ہوئے مالوں کو محض خدا تعالیٰ کی مرضات کے لئے ہمارے سلسلہ میں خرچ کرتے ہیں۔"

(ایام الصلح روحانی خزائن جلد 14 ص 306)

ڈاکٹر عبد الحکیم خاں نے آپ کی جماعت پر اعتراضات کئے اور کہا کہ جماعت میں صرف مولوی نورالدین ہی ہیں جو عملی آدمی ہیں تو اس کے جواب میں حضور نے فرمایا:۔

"آپ کہتے ہیں کہ صرف ایک حکیم مولوی نورالدین صاحب اس جماعت میں عملی رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ دوسرے ایسے ہیں اور ایسے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ آپ اس افترا کا کیا خدا تعالیٰ کو جواب دیں گے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں.... میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ہزارہا آدمی دل سے فدا ہیں۔ اگر آج ان کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دست بردار ہو جاؤ تو وہ دست بردار ہو جانے کے لئے مستعد ہیں۔"

(سیرت المہدی حصہ اول ص 165)

حضرت مسیح موعود کے اس دعویٰ اور اپنے رفقاء سے متعلق تاثرات کی تصدیق کس شان سے ہوتی ہے اس کے لئے درج ذیل ایمان افروز واقعات ہمارے سامنے سچی گواہیاں بن کر کھڑے ہیں۔

خدمت میں لذت

حضرت مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ اپنے ایک مضمون میں حضرت صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب موجد قاعدہ یسرنا القرآن کے انفاق فی سبیل اللہ کے جذبہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"حضرت پیر منظور محمد صاحب..... قاعدہ یسرنا القرآن کے موجد تھے۔ اس قاعدہ کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ سینکڑوں روپے ماہوار اس زمانہ میں آپ کی آمد ہوتی لیکن آپ کی دین کے لئے قربانی کا یہ حال تھا کہ صرف 30 روپے ماہوار اپنے اخراجات کے لئے رکھتے اور باقی سب حضرت مصلح موعود کی خدمت میں اشاعت قرآن کریم اور اشاعت (دین) کے لئے بھیج دیتے۔ 1940ء کے بعد جب گرانی ہوگئی تو 40 روپے ماہوار رکھنے شروع کر دیئے اور ایک سال میں دس ہزار روپیہ خدمت دین کے لئے دیا۔ وہ خود ٹانگوں سے معذور ہو جانے کی وجہ سے باہر نہیں آ سکتے تھے اس لئے یہ عاجز ان کی خدمت میں ان کے مکان پر ہی حاضر ہوتا رہتا اور ان کی باتوں سے لطف اٹھاتا تھا۔ صرف ایک کمرہ تھا جس میں ان کی چارپائی بھی ہوتی تھی اور ان کا کلرک بھی بیٹھتا تھا۔ وہی سونے کا کمرہ تھا' وہی بیٹھک اور وہی دفتر اس میں سارا پڑا ہوا سامان چالیس پچاس روپے سے زیادہ کا نہ ہوتا تھا۔ لیکن ایک ایک سال میں دس دس ہزار روپیہ سلسلہ کی ضروریات کے لئے بھیج دیتے تھے۔ وہ اگر چاہتے تو عالیشان مکان بنالیتے اور اسے اچھی طرح سے سجا لیتے لیکن اپنی ذات کے لئے سادگی اور دین کے لئے قربانی کا جذبہ اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اسی کی تسکین میں لذت پاتے تھے اور خود کو فراموش کئے ہوئے تھے۔ ذرا اس قسم کے لوگ دنیا میں تلاش تو کر کے دیکھو' کیا کہیں مل سکتے ہیں؟"

(ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ اپریل 1969ء ص 21)

جب پونڈ جمع ہو گئے

حضرت مصلح موعود نے اپنے ایک خطبہ جمعہ فرمودہ 22۔ اگست 1941ء میں حضرت منشی اروڑے خان کے جذبہ انفاق فی سبیل اللہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

"مجھے وہ نظارہ نہیں بھولتا اور نہ بھول سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود.... کی وفات پر ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے کہ ایک دن باہر سے مجھے کسی نے آواز دے کر بلوایا اور خادمہ یا کسی بچے نے بتایا کہ دروازہ پر ایک آدمی کھڑا ہے اور وہ آپ کو بلا رہا ہے۔ میں باہر نکلا تو منشی اروڑے خان صاحب مرحوم کھڑے تھے۔ وہ بڑے تپاک سے آگے بڑھے مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور اس کے بعد انہوں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا جہاں تک مجھے یاد ہے انہوں نے اپنی جیب سے دو یا تین پونڈ نکالے اور مجھے کہا کہ یہ اماں جان کو دے دیں۔ اور یہ کہتے ہی ان پر ایسی رقت طاری ہوگئی کہ وہ چیخیں مار مار کر رونے لگ گئے اور ان کے رونے کی حالت اس قسم کی تھی کہ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے بکرے کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ میں کچھ حیران سا ہو گیا کہ یہ کیوں رو رہے ہیں۔ مگر میں خاموش کھڑا رہا۔ اور انتظار کرتا رہا کہ وہ خاموش ہوں تو ان کے رونے کی وجہ دریافت کروں۔ اسی طرح وہ کئی منٹ روتے رہے۔ منشی اروڑے خاں صاحب مرحوم نے بہت ہی معمولی ملازمت سے ترقی کی تھی۔ پہلے کچہری میں وہ چپڑاسی کا کام کرتے تھے۔ پھر اہلمد کا عہدہ آپ کو مل گیا اس کے بعد نقشہ نویس ہو گئے۔ پھر اور ترقی کی اور سرشتہ دار ہو گئے اس کے بعد ترقی پا کر نائب تحصیلدار ہو گئے۔ اور پھر تحصیلدار بن کر ریٹائر ہوئے۔ ابتداء میں ان کی تنخواہ دس پندرہ روپے سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔ جب ان کو ذرا صبر آیا تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ روئے کیوں ہیں وہ کہنے لگے میں غریب آدمی تھا۔ مگر

جب بھی چھٹی ملتی۔ پھر قادیان آنے کے لئے چل پڑتا تھا۔ سفر کا بہت سا حصہ میں پیدل ہی طے کرتا تھا۔ تاکہ سلسلہ کی خدمت کے لئے کچھ پیسے بچ جائیں۔ مگر پھر بھی روپیہ ڈیڑھ روپیہ خرچ ہو جاتا۔ یہاں آ کر جب میں امراء کو دیکھتا کہ وہ سلسلہ کی خدمت کے لئے ہزار روپیہ خرچ کر رہے ہیں تو میرے دل میں خیال آتا کہ کاش میرے پاس بھی ہو اور میں حضرت مسیح موعود کی خدمت میں بجائے چاندی کا تحفہ لانے کے سونے کا تحفہ پیش کروں۔ آخر میری تنخواہ کچھ زیادہ ہوگئی (اس وقت ان کی تنخواہ شاید بیس پچیس روپیہ تک پہنچ گئی تھی) اور میں نے ہر مہینے کچھ رقم جمع کرنی شروع کر دی۔ اور میں نے اپنے دل میں یہ نیت کی کہ جب یہ رقم اس مقدار تک پہنچ جائے گی جو میں چاہتا ہوں تو میں اسے پونڈ کی صورت میں تبدیل کر کے حضرت مسیح موعود...... کی خدمت میں پیش کروں گا۔ پھر کہنے لگے جب میرے پاس ایک پونڈ کے برابر رقم جمع ہوگئی تو وہ رقم دے کر میں نے ایک پونڈ لے لیا۔ پھر دوسرے پونڈ کے لئے رقم جمع کرنی شروع کر دی اور جب کچھ عرصہ کے بعد اس کے لئے رقم جمع ہو گئی تو دوسرا پونڈ لے لیا۔ اسی طرح آہستہ آہستہ کچھ رقم جمع کر کے انہیں پونڈوں کی صورت میں تبدیل کرتا رہا۔ اور میرا منشاء یہ تھا کہ میں یہ پونڈ حضرت مسیح موعود.... کی خدمت میں پیش کروں گا۔ مگر جب دل کی آرزو پوری ہوگئی اور پونڈ میرے پاس جمع ہو گئے تو..... یہاں تک وہ پہنچے تھے کہ پھر ان پر رقت طاری ہوگئی اور وہ رونے لگ گئے۔ آخر روتے روتے انہوں نے اس فقرے کو اس طرح پورا کیا کہ جب پونڈ میرے پاس جمع ہو گئے تو حضرت مسیح موعود.... کی وفات ہوگئی۔

یہ اخلاص کا کیسا شاندار نمونہ ہے کہ ایک شخص چندے بھی دیتا ہے قربانیاں بھی کرتا ہے۔ مہینہ میں ایک دفعہ نہیں۔ دو دفعہ نہیں۔ بلکہ تین تین دفعہ جمعہ پڑھنے کے لئے قادیان پہنچ جاتا ہے۔ سلسلہ کے اخبار کتابیں بھی خریدتا ہے۔ ایک معمولی سی تنخواہ ہوتے ہوئے جب کہ آج اس تنخواہ سے بہت زیادہ تنخواہیں وصول کرنے والے اس قربانی کا دسواں بلکہ بیسواں حصہ بھی قربانی نہیں کرتے۔ اس کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ امیر لوگ جب حضرت مسیح موعود مہدی موعود کی خدمت میں سونا پیش کرتے ہیں تو میں ان سے پیچھے کیوں رہوں چنانچہ وہ ایک نہایت ہی قلیل تنخواہ میں سے ماہوار کچھ رقم جمع کرتا اور ایک عرصہ دراز تک جمع کرتا رہتا ہے۔ نہ معلوم اس دوران میں اس نے اپنے گھر میں کیا کیا تنگیاں برداشت کی ہوں گی۔ کیا تکلیفیں تھیں جو اس نے خوشی سے جھیلی ہوں گی۔ محض اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود..... کی خدمت میں اشرفیاں پیش کر سکے۔"

(رفقاء احمد جلد 4 ص 69)

بیوی کا زیور فروخت کر دیا

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے کی زبان مبارک سے حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی ایک ایمان افروز روایت یوں مذکور ہے۔

"منشی ظفر احمد صاحب یہ بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ اوائل زمانہ میں حضرت مسیح موعود.... کو لدھیانہ میں کسی ضروری اشتہار کے چھپوانے کے لئے ساٹھ روپے کی ضرورت پیش آئی۔ اس وقت حضرت صاحب کے پاس اس رقم کا انتظام نہیں تھا۔ اور ضرورت فوری اور سخت تھی۔ منشی صاحب کہتے تھے کہ میں اس وقت حضرت صاحب کے پاس لدھیانہ میں اکیلا آیا ہوا تھا۔ حضرت صاحب نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ اس وقت یہ اہم ضرورت درپیش ہے۔ کیا آپ کی جماعت اس رقم کا انتظام کر سکے گی۔ میں نے عرض کیا حضرت انشاء اللہ کر سکے گی۔ اور میں جا کر روپے لاتا ہوں۔ چنانچہ میں فوراً کپورتھلہ گیا۔ اور جماعت کے کسی فرد سے ذکر کرنے کے بغیر اپنی بیوی کا ایک زیور فروخت کر کے ساٹھ روپے حاصل کئے اور حضرت صاحب کی خدمت میں لا کر پیش کر دیئے حضرت صاحب بہت خوش ہوئے اور جماعت کپورتھلہ کو (کیونکہ حضرت صاحب یہی سمجھتے تھے کہ اس رقم کا جماعت نے انتظام کیا ہے) دعا دی۔ چند دن کے بعد منشی اروڑا صاحب بھی لدھیانہ گئے تو حضرت صاحب نے ان سے خوشی کے لہجہ میں ذکر فرمایا کہ "منشی صاحب اس وقت آپ کی جماعت نے بڑی ضرورت کے وقت امداد کی۔" منشی صاحب نے حیران ہو کر پوچھا "حضرت کون سی امداد؟ مجھے تو کچھ پتہ نہیں؟" حضرت صاحب نے فرمایا۔ "یہی جو حضرت منشی ظفر احمد صاحب جماعت کپورتھلہ کی طرف سے ساٹھ روپے لائے تھے۔" منشی صاحب نے کہا "حضرت منشی ظفر احمد صاحب نے مجھ سے تو اس کا کوئی ذکر نہیں کیا اور نہ ہی جماعت سے ذکر کیا۔ اور میں ان سے پوچھوں گا کہ ہمیں کیوں نہیں بتایا۔" اس کے بعد منشی اروڑا صاحب میرے پاس آئے اور سخت ناراضگی میں کہا کہ حضرت صاحب کو ایک ضرورت پیش آئی اور تم نے مجھ سے ذکر نہیں کیا۔ میں نے کہا منشی صاحب تھوڑی سی رقم تھی اور میں نے اپنی بیوی کے زیور سے پوری کر دی۔ اس میں آپ کی ناراضگی کی کیا بات ہے۔ مگر منشی صاحب کا غصہ کم نہ ہوا اور وہ برابر یہی کہتے رہے کہ حضرت صاحب کو ایک ضرورت پیش آئی تھی اور تم نے یہ ظلم کیا کہ مجھے نہیں بتایا۔ پھر منشی اروڑا صاحب چھ ماہ تک مجھ سے ناراض رہے۔ اللہ اللہ یہ وہ فدائی لوگ تھے جو حضرت مسیح موعود کو عطا ہوئے۔ ذرا غور فرمائیں کہ حضرت صاحب جماعت سے امداد طلب فرماتے ہیں مگر ایک اکیلا شخص اور غریب شخص اٹھتا ہے اور جماعت سے ذکر کرنے کے بغیر اپنی بیوی کا زیور فروخت کر کے اس رقم کو پورا کر دیتا ہے۔ اور پھر حضرت صاحب کے سامنے رقم پیش کرتے ہوئے یہ ذکر نہیں کرتا کہ یہ رقم میں دے رہا ہوں۔ یا کہ جماعت۔ تاکہ حضرت صاحب کی دعا ساری جماعت کو پہنچے۔ اور اس کے مقابل پر دوسرا فدائی یہ معلوم کر کے کہ حضرت صاحب کو ایک ضرورت پیش آئی۔ اور میں اس خدمت سے محروم رہا۔ ایسا پیچ و تاب کھاتا ہے کہ اپنے دوست سے چھ ماہ تک ناراض رہتا ہے کہ تم نے حضرت صاحب کی اس ضرورت کا مجھ سے ذکر کیوں نہیں کیا۔

(رفقائے احمد جلد چہارم صفحہ 61)

مجھے کوئی ضرورت نہیں

حضرت حافظ معین الدین صاحب عرف معنا کے حالات میں آپ کے انفاق فی سبیل اللہ سے متعلق لکھا ہے کہ۔

"حضرت حافظ معین الدین .... کی طبیعت میں اس امر کا بڑا جوش تھا کہ وہ سلسلہ کی خدمت کے لئے قربانی کریں۔ خود اپنی حالت تو ان کی یہ تھی کہ نہایت عسر کے ساتھ گزارہ کرتے تھے۔ بوجہ معذور ہونے کے کوئی کام بھی نہ کر سکتے تھے۔ حضرت اقدس کا ایک خادم قدیم سمجھ کر بعض لوگ محبت و اخلاص کے ساتھ کچھ سلوک ان سے کرتے تھے لیکن حافظ صاحب کا ہمیشہ یہ اصول تھا کہ وہ اس روپیہ کو جو اس طرح ملتا کبھی اپنی ذاتی ضرورت پر خرچ نہیں کرتے بلکہ اس کو سلسلہ کی خدمت کے لئے حضرت مسیح موعود کے حضور پیش کر دیتے۔ اور کبھی کوئی تحریک سلسلہ کی ایسی نہ ہوتی جن میں وہ شریک نہ ہوتے۔ خواہ ایک پیسہ ہی دیں۔ حافظ صاحب کی ذاتی ضروریات کو دیکھتے ہوئے ان کی یہ قربانی معمولی قربانی نہ ہوتی تھی۔ حضرت مسیح موعود.... نے بارہا حافظ صاحب کی ان خدمتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ یہی نہیں بلکہ وہ خود بھی بھوکے رہ کر بھی خدمت کیا کرتے تھے.....

حضرت مسیح موعود.... نے متعدد مرتبہ حافظ معین الدین صاحب کے اس طرز عمل کو بطور نمونہ بیان کیا ہے۔ ان کی حالت یہ تھی کہ ماہوار اور مستقل چندہ کے علاوہ جب ان کے پاس کچھ آ جاتا تو فوراً جا کر حضرت مسیح موعود کی خدمت میں دے آتے۔ باوجودیکہ حضرت صاحب ان کو کہتے کہ حافظ تیری ضرورتوں میں کام آئے گا تو رکھ۔ وہ ہمیشہ یہ عرض کرتے کہ مجھے تو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ سلسلہ کی ضرورت میں صرف کر دیا جائے۔"

(رفقاء احمد جلد 13 ص 293، 301)

مینار کے لئے چندہ

حضرت مسیح موعود نے جب یکم جولائی 1900ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ منارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے مالی قربانی کی تحریک فرمائی تو 101 رفقاء کی فہرست بھی شائع کی اور ان سے کم از کم ایک ایک سو روپیہ چندہ کا مطالبہ فرمایا کیونکہ کل تخمینہ اخراجات دس ہزار روپیہ تھا۔ یہ اعلان بھی فرمایا کہ اس تحریک میں مطلوبہ چندہ دینے والوں کے نام بطور یادگار مینار پر کندہ کئے جائیں گے۔ اس تحریک میں جس ذوق و شوق اور روح پرور جذبہ کا مظاہرہ ہوا وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ مینارہ کی تکمیل پر 298 مخلصین کے نام کندہ ہوئے جنہوں نے کم از کم سو سو روپیہ چندہ دیا۔

حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ نے دہلی میں اپنا ایک ذاتی مکان فروخت کر کے ایک ہزار روپیہ اس تحریک میں چندہ ادا کیا۔

چارپائیاں بھی فروخت کر دیں

حضرت میاں شادی خاں صاحب لکڑی فروش سیالکوٹ نے اپنے گھر کا سارا سامان فروخت کر کے تین سو روپے حضور کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ جس پر حضرت صاحب نے خوشنودی کا اظہار کیا جب میاں شادی خاں صاحب نے یہ سنا تو گھر میں جو چارپائیاں تھیں ان کو بھی فروخت کر ڈالا اور ان کی رقم بھی حضرت صاحب کے حضور پیش کر دی۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 126، 127)

قابلِ رشک وجود

حضرت مسیح موعود کے نزدیک آپ کے بعض اور رفقاء میں بھی انفاق فی سبیل اللہ کے سلسلہ میں غیر معمولی عزیمت پائی جاتی تھی۔ چنانچہ اشتہار جلسہ الوداع (مشمولہ تبلیغ رسالت جلد ہشتم ص 76) میں اپنے رفقاء حضرت منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی، میاں جمال الدین صاحب سیکھوانی، میاں امام الدین صاحب سیکھوانی اور میاں خیرالدین صاحب سیکھوانی کے چندوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"ان چاروں صاحبوں کے چندہ کا معاملہ نہایت عجیب اور قابل رشک ہے کہ وہ دنیا کے مال سے نہایت ہی کم حصہ رکھتے ہیں.... جو کچھ گھروں میں تھا وہ سب لے آئے ہیں اور دین کو آخرت پر مقدم کیا جیسا کہ بیعت میں شرط تھی"

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 73 حاشیہ)

جائیدادیں حاضر ہیں

منارۃ المسیح ہال کی تعمیر کے لئے 1945ء کی مجلس مشاورت میں جب تحریک کی گئی تو حضرت اقدس کے ایک رفیق بشیر الدین صاحب بھاگلپوری نے اس تحریک میں شامل ہوتے ہوئے اپنے جذبات کا اظہار درج ذیل الفاظ میں بیان فرمایا۔

"خدا تعالیٰ کا بڑا شکر ہے۔ میں نے 1905ء میں حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اس وقت آپ سے سنا تھا کہ قادیان مرجع خاص و عام ہوگا۔ اور اب دیکھ لیا ہے کہ عظیم الشان جماعت بن رہی اور بنتی جا رہی ہے۔ اس لئے بہت زیادہ آدمیوں کے بیٹھنے کے لئے ہال بننا چاہئے۔ کیونکہ ساری دنیا کے مذاہب کے نمائندے آئیں گے۔ اور بڑے بڑے لوگ آئیں گے ہماری ساری جائیدادیں اس ہال کی تعمیر کے لئے حاضر ہیں۔"

(تاریخ احمدیت جلد دہم ص 506)

عبادت کا خلاصہ "عبادت کے اصول کا خلاصہ اصل میں یہی ہے کہ اپنے آپ کو اس طرح سے کھڑا کرے کہ گویا خدا کو دیکھ رہا ہے یا یہ کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے۔ ہر قسم کی ملونی اور ہر طرح کے شرک سے پاک ہو جاوے اور اسی کی عظمت اور اسی کی ربوبیت کا خیال رکھے ادعیہ ماثورہ اور دوسری دعائیں خدا سے بہت مانگے اور بہت توبہ و استغفار کرے اور بار بار اپنی کمزوری کا اظہار کرے تاکہ تزکیہ نفس ہو جاوے اور خدا سے پکا تعلق پیدا ہو جاوے اور اسی کی محبت میں محو ہو جاوے اور یہی ساری نماز کا خلاصہ ہے۔"

(تفسیر سورہ فاتحہ از حضرت مسیح موعود ص 195)

پردہ کے بارے میں اہم ارشادات

مرد و عورت اپنی نگاہیں نیچی رکھیں

"تو مومنوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے لئے بہت پاکیزگی کا موجب ہو گا جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے اچھی طرح خبردار ہے۔"

(النور:31)

"اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کیا کریں۔ سوائے اس (زینت) کے جو آپ ہی آپ بے اختیار ظاہر ہوتی ہو اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینہ پر سے گزار کر اور اس کو ڈھانک کر پہنا کریں اور اپنی زینتوں کو صرف اپنے باپوں یا اپنے خاوندوں کے باپوں یا اپنے بیٹوں یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی (ہم کفو) عورتوں یا جن کے مالک ان کے داہنے ہاتھ ہوئے ہیں ان کے سوا کسی پر ظاہر نہ کیا کریں۔ یا ایسے ماتحت مردوں پر جو ابھی جوان نہیں ہوئے یا ایسے بچوں پر جن کو ابھی عورتوں کے خاص تعلقات کا علم حاصل نہیں ہوا اور اپنے پاؤں (زور سے زمین پر) اس لئے نہ مارا کریں کہ وہ چیز ظاہر ہو جائے جس کو وہ اپنی زینت سے چھپا رہی ہیں اور اے مومنو سب کے سب اللہ کی طرف رجوع کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔"

(النور:32)

عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم

"اے نبی اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی بیویوں سے کہہ دے کہ (جب وہ باہر نکلیں) اپنی بڑی چادروں کو سروں پر سے گھسیٹ کر اپنے سینوں تک لے آیا کریں۔ یہ امر اس بات کو ممکن بنا دیتا ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور ان کو تکلیف نہ دی جائے۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔"

(الاحزاب:60)

شرم و حیا خوبصورت اور باوقار بناتی ہے

"حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حد سے بڑھی ہوئی بے حیائی انسان کو بدنما بنا دیتی ہے اور شرم و حیا انسان کو خوش نما و خوبصورت اور باوقار بنا دیتی ہے۔"

(ترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی الفحش)

نابینا سے پردہ کا حکم

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ بیان فرماتی ہیں۔

"میں اور حضرت میمونہؓ آنحضرت ﷺ کے پاس تھیں کہ ایک نابینا صحابی ابن ام مکتوم حاضر ہوئے۔ حضور نے ہم دونوں کو ان سے پردہ کرنے کا حکم فرمایا۔ میں نے عرض کیا۔ کیا وہ نابینا نہیں جو ہمیں دیکھ نہیں سکتا۔ حضور نے فرمایا کیا تم بھی دونوں نابینا ہو کہ اس کو دیکھ نہیں سکتیں۔"

(مشکوۃ المصابیح کتاب النکاح باب النظر الی المخطوبۃ وبیان العورات)

پاک دامن رہنے کے لئے پانچ علاج

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

1۔ اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچانا۔

2۔ کانوں کو نامحرموں کی آواز سننے سے بچانا۔

3۔ نامحرموں کے قصے نہ سننا۔

4۔ اور ایسی تمام تقریبوں سے جن میں اس بدفعل کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اپنے تئیں بچانا۔

5۔ اگر نکاح نہ ہو تو روزہ رکھنا وغیرہ۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی ص29)

پردہ کا مقصد

"مقصود یہ ہے کہ عورت مرد دونوں کو آزاد نظراندازی اور اپنی زینتوں کے دکھانے سے روکا جائے کیونکہ اس میں دونوں مرد اور عورت کی بھلائی ہے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی ص30)

پردہ میں افراط و تفریط درست نہیں

"پردہ کے متعلق بڑی افراط و تفریط ہوئی ہے۔ یورپ والوں نے تفریط کی ہے اب ان کی تقلید سے بعض نیچری بھی اسی طرح چاہتے ہیں حالانکہ اس بے پردگی نے یورپ میں فسق و فجور کا دریا بہا دیا ہے۔ اور اس کے بالمقابل بعض (لوگ) افراط کرتے ہیں کہ کبھی عورت گھر سے باہر نکلتی ہی نہیں۔"

(ملفوظات جلد نمبر6 ص321-320)

ہر نامحرم سے پردہ ضروری ہے

"یاد رکھنا چاہئے کہ بغیر خاوند اور ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہیں ان سے پردہ کرنا ضروری ہے جو عورتیں نامحرم لوگوں سے پردہ نہیں کرتیں شیطان ان کے ساتھ ساتھ ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول ص69)

غض بصر سے قلب میں نور پیدا ہوتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں۔

"اگر کسی حسین پر پہلی نظر پڑ جائے تو تم دوبارہ اس پر ہرگز نظر نہ ڈالو اس سے تمہارے قلب میں ایک نور پیدا ہو گا۔"

(حقائق الفرقان جلد سوم ص312)

شرعی پردہ

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

"شرعی پردہ جو قرآن شریف سے ثابت ہے یہ ہے کہ عورت کے بال گردن اور چہرہ کانوں کے آگے تک ڈھکا ہوا ہو۔ اس حکم کی تعمیل میں مختلف ممالک میں اپنے حالات اور لباس کے مطابق پردہ کیا جاسکتا ہے۔"

(الفضل 8 نومبر 1924ء)

"ہاتھ کے جوڑ کے اوپر سارے کا سارا حصہ پردہ میں شامل ہے۔"

(الازہار لذوات الخمار حصہ دوم ص 153)

جو چیز منع ہے

"جو چیز منع ہے وہ یہ ہے کہ عورت کھلے منہ پھرے اور مردوں سے اختلاط کرے۔ ہاں اگر وہ گھونگھٹ نکال لے اور آنکھوں سے راستہ وغیرہ دیکھے تو یہ جائز ہے لیکن منہ سے کپڑا اٹھا دینا یا مکسڈ پارٹیوں میں جانا جبکہ ادھر بھی مرد بیٹھے ہوں اور ادھر بھی مرد بیٹھے ہوں اور ان کا مردوں سے بے تکلفی کے ساتھ غیر ضروری باتیں کرنا یہ ناجائز ہے۔"

(تفسیر کبیر سورہ النور جلد نمبر 6 ص 304)

چہرہ کا پردہ

"وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ (دین) میں منہ چھپانے کا حکم نہیں ان سے ہم پوچھتے ہیں کہ قرآن کریم تو کہتا ہے کہ زینت چھپاؤ اور سب سے زیادہ زینت کی چیز چہرہ ہی ہے۔ اگر چہرہ چھپانے کا حکم نہیں تو پھر زینت کیا چیز ہے جس کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔ بے شک ہم اس حد تک قائل ہیں کہ چہرہ کو اس طرح چھپایا جائے کہ اس کا صحت پر کوئی برا اثر نہ پڑے مثلاً باریک کپڑا ڈال لیا جائے یا عرب عورتوں کی طرز کا نقاب بنالیا جائے جس میں آنکھیں اور ناک کا نتھنا آزاد رہتا ہے مگر چہرہ کو پردہ سے باہر نہیں رکھا جاسکتا۔"

(تفسیر کبیر جلد 6 ص 301)

پردہ کا حکم آسانی پیدا کرنے کے لئے ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں۔

"پردہ کا حکم عورتوں کو برے لوگوں کے شر سے بچانے کے لئے دیا گیا ہے اس کا مقصد ان کے لئے تنگی نہیں بلکہ آسانی پیدا کرنا ہے۔ قرآن تو عورتوں کو دوسروں کے شر سے بچانا چاہتا ہے۔"

(دورہ مغرب ص 51)

نصیحت

"میں تمہیں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ واپس جاکر اپنی بیویوں کو بھی سمجھاؤ کہ وہ پردہ کیا کریں۔ قرآن کریم نے پردہ کا حکم دیا ہے۔ انہیں بہرحال پردہ کرنا پڑے گا۔"

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث برموقعہ سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ اکتوبر 1978ء ص 24۔ روزنامہ الفضل 25 نومبر 1978ء)

پردہ کی مختلف اقسام

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔

"اہل بیت کے لئے خاص پردے کا حکم دیا اور یہ حکم ناانصافی پر مبنی نہیں تھا۔ بلکہ فطرت اور انصاف کے تقاضوں کے مطابق تھا۔ کہ جہاں تک ہو سکے تم گھروں کے اندر ٹھہری رہو اور بے ضرورت باہر نہ نکلو اور اگر نکلنا پڑے تو اپنے آپ کو پوری طرح ڈھانپ کر نکلو اور کسی کو ہرگز یہ موقع نہ دو کہ وہ تمہارے پاک چہروں کو دیکھے اور بد نظریں ان کے تقدس کو مجروح کرنے کی کوشش کرے۔"

(الفضل 28 فروری 1983ء)

"سوسائٹی کا وہ حصہ جو متمول ہے اور عام اصطلاح میں Advanced یعنی ترقی یافتہ کہلاتا ہے۔ ان کو ہر قسم کی سہولتیں حاصل ہیں۔ گھروں میں کام کرنے والے اور خدمتگار ہیں۔ ہر قسم کے آرام اور آسائش کے سامان اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں۔ بنگلے ہیں۔ کوٹھیاں ہیں........

یہ وہ سوسائٹی ہے جس کے لئے حکم ہے کہ جہاں تک ہو سکے اس کی عورتیں اپنے چہرے کو ڈھانپیں اور سنگھار وغیرہ کرکے باہر نہ نکلیں۔"

(الفضل 28 فروری 1983ء)

"ایک پردہ یہ ہے کہ اپنے چہرے کو دائیں بائیں سے ٹھوڑی تک پوری طرح ڈھانک لیا جائے۔ اور ماتھے کو بھی پوری طرح ڈھانک لیا جائے۔ کوئی ایسا سنگھار نہ کیا جائے جس کے نتیجے میں خواہ مخواہ بدلوگوں کی نظروں میں انگیخت پیدا ہو۔ جو عورتیں ان سوسائٹیوں میں وقار اور تحمل کے ساتھ بغیر کسی سنگھار کے انسانی ضروریات کی خاطر باہر نکلتی ہیں وہ اسلامی پردہ کر رہی ہیں۔"

(الفضل 28 فروری 1983ء)

"بعض ایسی سوسائیٹیاں ہیں جہاں بے حیائی عام ہے اور جہاں ننگ کا تصور ہی مختلف ہے۔ ننگے بازو۔ ننگے چہرے بلکہ بدن کے ایسے اعضاء ننگے کرکے پھرتی ہیں کہ انسان کی نظر پڑ جائے تو حیران ہوتا ہے کہ عورت یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ ایسے ماحول میں جب عورتیں احمدیت میں داخل **ہونے کے بعد (دینی) قدروں کو اختیار کرتی ہیں تو گو وہ اپنے چہروں کو نہ بھی ڈھانپ رہی ہوں پھر بھی وہ چادر کے ساتھ ایسا پردہ کرتی ہیں کہ ان کی شرافت اور نجابت ساری سوسائٹی کو نظر آرہی ہوتی ہے۔ اس سوسائٹی میں وہ بعینہٖ دینی پردہ ہے۔"**

(الفضل 28 فروری 1983ء)

شادی کے موقع پر ناچ گانا

"پس اگر ایسی شادیاں ہو رہی ہوں جہاں بے حیائیاں ہو رہی ہوں اور بعض دفعہ تو یہ اطلاع بھی ملی ہے کہ اس بہانے کہ لڑکیاں ہی ہیں ناچ کئے گئے ہیں اور اس بہانے کہ صرف گھر کے لوگ ہیں خود دولہا میاں نے بھی بیوی کے ساتھ مل کر وہاں ڈانس کیا ہے۔ یہ شادی کے واقعات ہیں لیکن نہایت ہی خطرناک دروازے کھولے جا رہے ہیں۔"

(پردہ کی روح اور اس کی حفاظت خطبہ جمعہ 12 نومبر 1993ء ص 7)

عورتوں میں بیروں کے ذریعہ کھانا پیش کرنا

"آپ کیا تصور کر سکتے ہیں کہ ایسے لوگ جو شادیوں کے بہانے اس قسم کی بے پردگیاں کریں آنے والی مہمان عورتوں کی عزت کا بھی خیال نہ کریں۔ باہر کے بیرے کھلم کھلا اندر پھر رہے ہیں کہ اس کا کیا فرق پڑتا ہے۔ یہ کہتے ہوئے مہمان عورتوں کی عصمت سے ان کو کھیلنے کا کیا حق ہے کہ آجکل کی ماڈرن سوسائٹی میں یہی چل رہا ہے۔ اگر بے حیائی کرنی ہے تو پھر مہمان خواتین کو ایک طرف کردیں۔"

(پردہ کی روح اور اس کی حفاظت خطبہ جمعہ 12 نومبر 1993ء ص 8)

شادی بیاہ کے موقع پر فوٹو گرافی اور ویڈیو بنوانا

"معزز مہمانوں میں بہت سی حیاء دار پردہ دار بیبیاں ہوتی ہیں۔ بے دھڑک انٹ سنٹ فوٹو گرافروں یا غیر ذمہ دار اور غیر محرم مردوں کو بلا کر تصویریں کھنچوانا اور یہ پرواہ نہ کرنا کہ یہ معاملہ صرف خاندان کے قریبی حلقے تک ہی محدود ہے۔ اس بارہ میں واضح طور پر بار بار نصیحت ہونی چاہئے کہ آپ نے اگر اندرون خانہ کوئی ویڈیو وغیرہ بنانی ہے تو پہلے مہمانوں کو متنبہ کردیا جائے اور صرف محدود خاندانی دائرے میں ہی شوق پورے کئے جائیں۔"
شوق پورے کئے جائیں۔"

(رپورٹ سٹینڈنگ کمیٹی بابت رسومات شادی بیاہ اور حضور ایدہ اللہ کی پر معارف ہدایات ص 10)

بے پردگی کے خلاف جہاد کا اعلان

"میں نے یہ محسوس کیا ہے اور بڑی شدت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ تحریک ڈالی ہے کہ احمدی مستورات بے پردگی کے خلاف جہاد کا اعلان کریں کیونکہ اگر آپ نے بھی یہ میدان چھوڑ دیا تو پھر دنیا میں اور کون سی عورتیں ہوں گی جو (دینی) اقدار کی حفاظت کے لئے آگے آئیں گی۔"

(الفضل 28 فروری 1983ء)

THE DAILY JANG LONDON 70p

روزنامہ جنگ لندن

بانی - میر خلیل الرحمن

قیمت فی پرچہ ۷۰ پنس

جلد ۲۷ | اتوار ۲ اگست ۱۹۹۸ء ○ ۹ ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ | نمبر ۲۱۱

آسمان سے احمدیت کی تائید میں ہوائیں چل رہی ہیں۔ مرزا طاہر

امسال پچاس لاکھ سے زائد افراد نے جماعت میں شمولیت اختیار کی، 52 زبانوں میں قرآن کا ترجمہ ہوا

احمدی ٹیلی ویژن عربوں میں بہت مقبول ہو رہا ہے۔ سالانہ جلسہ سے امام جماعت احمدیہ کا خطاب

لندن (پ ر) جماعت احمدیہ کے ۳۳ ویں سالانہ جلسہ کے دوسرے دن امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد نے اعلان کیا کہ یہ سال جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا خاص سال ثابت ہوا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال پچاس لاکھ سے زائد افراد نے جماعت احمدیہ کے ذریعہ قبول اسلام کیا بیعت کی یہ عالمی تقریب جلسہ کے اختتامی اجلاس سے قبل منعقد ہوگی جب سیٹلائٹ کے ذریعہ دنیا بھر کے ۹۳ ممالک سے پچاس لاکھ سے زائد افراد امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ امام جماعت احمدیہ نے دوران سال وسیع پیمانہ پر لٹریچر کی اشاعت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت تک جماعت احمدیہ کے ذریعہ دنیا کی ۵۲ بڑی زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ شائع ہوچکا ہے جماعت احمدیہ کی طبی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے مرزا طاہر احمد نے بتایا کہ افریقہ کے دس ممالک میں جماعت احمدیہ کے زیر انتظام دس بڑے ہسپتال کام کر رہے ہیں جبکہ طبی مراکز کی تعداد سینکڑوں میں ہے انہوں نے یہ بھی بتایا کہ جماعت احمدیہ ہومیوپیتھک علاج کے نظام کو دنیا بھر میں متعارف کرا رہی ہے جس کے نتیجہ میں مختلف عوارض میں مبتلا لوگ بہت کم خرچ کر کے صحت یاب ہو رہے ہیں۔ خدمت خلق کے میدان میں جماعت احمدیہ کی کوششوں کو انہوں نے سراہا جس نے دکھی انسانیت کی مدد کے لئے افریقہ اور بوسنیا اور دیگر ممالک میں ٹنوں وزنی امداد بھجوائی۔ پریس اینڈ پبلسٹی کے شعبہ کا ذکر کرتے ہوئے امام جماعت احمدیہ نے شعبہ کے انچارج رشید احمد چوہدری کے کام کو سراہا۔ ٹیلی ویژن احمدیہ میں کام کرنے والے کم و بیش ۱۱۰ رضا کاروں کے کام کا تذکرہ کرتے ہوئے امام جماعت احمدیہ نے کہا کہ خاص طور پر عربوں میں یہ پروگرام بہت مقبول ہو رہے ہیں انہوں نے کہا کہ اس وقت آسمان سے احمدیت کی تائید میں ہوائیں چل رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ہر میدان میں ترقی پذیر ہے دنیا بھر میں ۲۵۶۲ نئے مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوچکا ہے جس میں سے ۱۸۹۴ مقامات پر احمدیت مستحکم ہوچکی ہے۔ عبادت گاہوں کی تعمیر کی اہمیت واضح کرتے ہوئے مرزا طاہر احمد نے بتایا کہ گزشتہ ۱۴ سالوں میں جب سے میں نے پاکستان چھوڑ کر یہاں رہائش اختیار کی ہے خدا تعالیٰ کے فضلوں سے جماعت احمدیہ کی عبادت گاہوں میں ۶۱۱۲ مساجد کا اضافہ ہوا جن میں ۵۱۳۹ ایسی عبادت گاہیں ہیں جو اپنے نمازیوں سمیت جماعت احمدیہ کو عطا ہوئیں۔ اس سے قبل مستورات میں تقریر کرتے ہوئے امام جماعت احمدیہ نے کہا کہ احمدی مستورات بھی مردوں کے شانہ بشانہ تعلیمی اور تبلیغی خدمات سرانجام دے رہی ہیں انہوں نے مستورات کو نصیحت کی کہ اپنی زندگیوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالیں تاکہ بعد میں آنے والی مختلف قوموں کی عورتیں آپ کے نیک نمونہ کو اپنائیں انہوں نے یہ بھی تلقین کی کہ اپنے بچوں کو اردو سکھائیں کیونکہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا لٹریچر اردو میں ہے جسے سمجھنا ضروری ہے۔

مرتبہ: مکرم حافظ عبدالحلیم صاحب

اردو کلاس کی باتیں

○ کلاس نمبر 267 ریکارڈ شدہ 9۔ اپریل 97ء جو 7۔ اگست 98ء کو نشر ہوئی۔

آج کی کلاس میں نسیم شیخ صاحبہ کی آواز میں ریکارڈ شدہ حضرت مسیح موعود کی نظم ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ سنائی گئی۔ حضور نے ان کے انداز کو بہت پسند فرمایا اس پر پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا

"جیسی یہ پڑھ گئی ہیں یہ کلاسیکل ہے بہت اچھی لگتی ہے۔"

پڑھے گئے کلام حضرت مسیح موعود کے چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اسکا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے
دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

اس کے بعد روشن دین صاحب تنویر کا بڑے ہی محبت بھرے انداز میں تذکرہ فرمایا

وہ کافی عرصہ الفضل کے مدیر رہے۔ جب 1953ء میں جماعت کے خلاف فساد ہوئے ہیں اس وقت یہ الفضل کے مدیر تھے۔ انہوں نے بڑے سخت ہوش اڑا دینے والے کالم لکھے۔ اور ان کالموں کو پڑھ کر مخالفین کو اور بھی آگ لگ گئی۔ اور جب عدالت بیٹھی فیصلہ کرنے کے لئے کہ کون ذمہ دار ہے کس نے شرارت کی ہے تو علماء کی طرف سے ان کے کالم بھی دکھائے گئے کہ یہ ہمیں اس طرح ڈپٹ رہا تھا غصہ دلا رہا تھا۔

فرمایا: بڑے بہادر آدمی تھے اور قلم پر ان کو بڑی طاقت تھی شاعر بھی اچھے اور نثر بھی بہت اچھی تھی۔ اور تھے درویش مزاج' کچھ پرواہ نہیں تھی گھر میں کچھ ہے کہ نہیں۔ مہمان نواز بہت تھے۔ جو کوئی آئے سب کچھ اس کے اوپر خرچ کر دیتے تھے اور اگلے وقت کی روٹی کا اللہ حافظ۔ اور پھر اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ سلوک بھی بہت پیار کا کرتا تھا۔ کبھی کوئی ضرورت ہو تو شام تک پوری ہو جائے گی۔ کوئی آنے والا ان کی خدمت میں پیش کر دیا کرتا تھا۔ چونکہ اردو کلاس میں ان کا نواسہ عمر بھی شامل ہوتا ہے اس کے توسط سے دوسروں کو بھی مخاطب کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

آپ سب لوگوں کو اپنے اپنے بزرگوں کی نیک باتیں یاد رکھنی چاہئیں ہر ایک کو پتہ ہونا چاہئے کہ میرے ابا کیا تھے کب احمدی ہوئے کیا نشان انہوں نے دیکھے ہر احمدی گھر میں جہاں احمدیت شروع ہوئی ہے خدا تعالیٰ کا کوئی نہ کوئی نشان ایک نہیں بلکہ بارہا نشان دکھائی دیتے رہے ہیں ان نشانات کو دیکھ کر انسان کا ایمان تازہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جماعت پر یہ بہت احسانات ہیں وہ یاد رکھیں تو ہماری اگلی نسل کے دل میں بھی اپنے بزرگوں جیسا بننے کی خواہش پیدا ہوگی۔

اسی تسلسل میں 1953ء کا ذکر آیا تو حضور نے 1953ء میں جماعت کے خلاف چلنے والی تحریک' اس کا پس منظر اور جماعت کی قربانیوں پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ اور فرمایا مخالفین کی نیت یہ تھی کہ ہر احمدی گھر کو جلا دیں گے بعضوں کو زندہ آگ میں جلا دیا گیا بعضوں کو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا مگر کوشش انہوں نے کی کہ زندہ جلا دیں بڑی اذیتیں دیں بڑی تکلیفیں دیں بہت دردناک حالات تھے تو ایک دفعہ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اب لاہور میں بالکل صفایا کر دیں۔ اس کی اطلاعیں پہنچ رہی تھیں ربوہ۔ تو حضرت مصلح موعود نے دعا کی اور اس سے پہلے جمعہ میں اعلان کیا یہ لوگ کہہ رہے ہیں۔

مگر میں خدا کو اپنی مدد کے لئے اپنی فوجوں کے ساتھ آتا دیکھ رہا ہوں آپ نے فرمایا اس کو فوراً اشتہاروں کے ذریعہ سارے پاکستان میں تقسیم کر دیا جائے مجھے یاد ہے ہم سب لوگ اس میں لگے ہوئے تھے دن رات خدام انصار اور جن کا بس چل رہا تھا اشتہار کراچی سے لے کر پشاور تک سب تقسیم ہو رہے تھے ادھر وہ کہہ رہے تھے ہم ایک احمدی نہیں چھوڑیں گے ادھر حضرت مصلح موعود اعلان کر رہے تھے کہ خدا نے مجھے بتایا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ خدا اپنی فوجوں کے ساتھ آرہا ہے ابھی تقسیم ہو رہے تھے جس رات انہوں نے لاہور میں احمدیوں کے گھر جلانے تھے اسی رات فوجیں آگئیں سارے پنجاب میں فوجیں پھیل گئیں اور بہت گرفت کی۔

پھر فرمایا

میں کہہ رہا ہوں کہ اپنے اپنے بزرگوں کی باتیں سنا کرو پوچھا کرو۔ یاد رکھو تو اس سے تمہیں پتہ تو چلے گا کہ تمہارے پیچھے احمدیت کی کیا تاریخ ہے اللہ تعالیٰ کس شان کے ساتھ مدد کے لئے آیا کرتا تھا اور کبھی نہیں چھوڑا۔ اتنے واقعات ہیں وہاں ایک ایک گھر میں ایسے واقعات گذرے ہیں عقل دنگ رہ جاتی ہے اس طرح خدا تعالیٰ نے حفاظت فرمائی ورنہ جس وقت اس طرح کا واقعہ ہو رہا تھا بی بی سی کے نمائندے تصویریں بھیج رہے تھے ہر طرف۔ ہماری تو آواز ہی باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ وہاں بی بی سی کے نمائندوں کے دل میں اللہ نے ڈال دی بات انہوں نے خوب دنیا میں اس کی رپورٹیں کیں ان کی تصویریں بھجوائیں۔ اور یوں دنیا کو پہلی دفعہ ہوش آئی کہ احمدیت ہے کوئی چیز اس کے متعلق یہ واقعات ہوئے ہیں۔

اردو کلاس نمبر 268 ریکارڈ 97-4-11 جو 98-8-8 کو نشر ہوئی

جناب رشید قیصرانی صاحب کی نظم عزیزہ وجیہہ باجوہ نے ترنم سے پڑھی حضور ایدہ اللہ نے اس کا پس منظر کچھ اس طرح بیان فرمایا:۔

ہمارے ایک احمدی نوجوان اب تو جوانوں

سے انصار اللہ میں جا چکے ہیں رشید قیصرانی ڈیرہ غازی خاں کے ہیں۔ قیصرانی خاندان مشہور ہے۔ اصل ان کی شہرت تو اس لئے ہے کہ قیصرانی خاندان کے جو بزرگ تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود کو قبول کر لیا تھا قبیلے کے سردار۔ اور اس وقت بیعت کی جبکہ بہت مشکل تھا خاص طور پر ڈیرہ غازی خان جیسے علاقے میں پاکستان کے ضلعوں میں پیچھے رہ گیا تھا مگر اللہ نے ان لوگوں کو دماغ اچھے دیئے ہیں جتنے بھی بلوچ ہیں وہاں کے بہت ذہین اور قابل لوگ ہیں جب پڑھائی کریں تو پھر اچھا چمکتے ہیں ان میں ایک قیصرانی خاندان ہے بہت معزز اپنے علاقے میں۔ ان کے جو سردار تھے انہوں نے حضرت مسیح موعود کو مان لیا تھا اور تھے وہ بہت بہادر اور بہت مخلص انگریزوں نے جو مختلف خاندانوں کو مقام دیئے ہوئے تھے ان میں قیصرانی سرداروں کا مقام قادیان میں ہمارے خاندان سے آگے تھا۔ قادیان کا خاندان تو پہلے ہی لٹ پٹ چکا تھا اور اس کے اردگرد کوئی آبادی ایسی نہ تھی جو اس خاندان کو سپورٹ دے۔ سکھ تھے سارے، مگر قیصرانی قبیلہ تھا پورے کا پورا۔ اور جب وائسرائے کا دربار لگتا تھا تو ان کو آگے کرسی ملتی تھی۔ اور جو خاندان ہمارا تھا۔ آباء واجداد کا اس کو نسبتاً پیچھے کرسی ملتی تھی تو ان کے اخلاص اور بہادری کا پہلے واقعہ سناؤں آپ کو۔ غالباً پرنس آف ویلز آئے تھے یا کوئی اور شہزادے آئے تھے۔ بڑے اہتمام اور شان و شوکت سے ایک دربار بلایا گیا جس میں تمام پنجاب کے جو معزز خاندان تھے جو پنجاب چیفس کہلاتے تھے ان سب کو دعوت دی گئی اور ان کی کرسیاں حکومت کے لحاظ سے ترتیب سے لگائی گئی تھیں جو سب سے معزز وہ آگے جو اس کے بعد وہ اس کے پیچھے اور جو اس کے بعد وہ اس کے پیچھے۔ اس طرح کرسیوں کی قطاریں ان خاندانوں کے انگریزوں کی نظر میں مقام کو بھی ظاہر کرتی تھیں۔ بہت سلیقے سے دربار سجا ہوا تھا۔ اور حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی بھی مدعو تھے اور ایسا اہم موقعہ تھا کہ لوگوں نے مشورہ دیا کہ آپ ضرور جائیں آپ بھی چلے گئے تو قیصرانی سردار کی کرسی آگے تھی اور کچھ پیچھے ہٹ کر حضرت مصلح موعود کی کرسی تھی اب انگریزوں نے مذہب کے لحاظ سے تو کوئی عزت نہیں دینی تھی ان کو پرواہ بھی کوئی نہیں تھی لیکن خاندانی مقام کے لحاظ سے انہوں نے ٹھیک کیا اپنے مقام پہ رکھا۔ رشید قیصرانی جن کی نظم سنائیں گی پتہ نہیں ان کے نانا تھے یا دادا ان کی نظر پڑ گئی کہ حضرت مصلح موعود پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے فوراً اپنی کرسی موڑی اور بادشاہ کی طرف پیٹھ کر دی وائسرائے اور شہزادے کی طرف اور حضرت مصلح موعود کی طرف منہ کر لیا۔ سرداروں کا یہ ایک دستور ہے کہ اکٹھے رہتے ہیں اور ان میں سے کوئی معزز آدمی حرکت کرے تو دوسرے نہ کریں تو وہ سمجھتے ہیں کہ وہ پھٹ گئے ہیں تو جتنے بھی ڈیرہ غازی خان کے معززین سردار تھے ان سب نے اپنی کرسیاں پھیر لیں۔ اور حضرت مصلح موعود کی طرف منہ اور پیٹھ اس طرف۔ وائسرائے گھبرا گیا اس نے سمجھا کہ بغاوت ہونے والی ہے کوئی۔ اتنی عجیب حرکت۔ اس نے فوراً آدمی دوڑایا کہ کیا ہوا ہے۔ کوئی ناراضگی ہوئی تو ہمیں بتائیں اس نے کہا ناراضگی تو کوئی نہیں مگر یہ میرا روحانی پیر ہے میرے نزدیک یہ زیادہ معزز ہے۔ میں اس کی طرف پیٹھ نہیں کر سکتا۔ تمہاری طرف کر سکتا ہوں تو انہوں نے کہا کوئی مسئلہ نہیں حضرت مصلح موعود کی کرسی وہاں سے اٹھوائی اگلی صف میں ساتھ کی تو پھر وہ سارے سیدھے ہو گئے۔ یہ ہے قیصرانی قبیلے کی داستان جو ہمیشہ یاد رہے گی۔

ان کی بہادری ان کا اخلاص لیکن افسوس کہ اگلی نسل پھر اس کو قائم نہیں رکھ سکی۔ اگلی نسل کے لوگ اکثر دنیا دار بن گئے ایک کرنل حیات قیصرانی تھے وہ بڑے بہادر انسان تھے ان کی غالباً ایک بیٹی رشید قیصرانی کے ساتھ بیاہی ہوئی ہیں۔ اور یہ ایئر فورس میں ہوا کرتے تھے۔ ہمارے کالج کے ربوہ کے پڑھے ہوئے آغاز ہی سے ان کو اردو ادب کا بہت ملکہ اور ذوق تھا۔ اور ان کا کلام باقی سب سے ایک الگ حیثیت رکھتا تھا بہت اعلیٰ درجے کا کلام بچپن سے ہی کہتے تھے اس لئے میں شروع سے ہی ان کا واقف تو نہیں تھا (سوائے سرسری) مگر ان کا کلام مجھے بہت پسند تھا اب انہوں نے مجھے اپنی کتاب بھی بھیجی ہے اور ایک اخبار میں بھی ان کا کلام چھپا ہوا دیکھا ایک ان کی نظم ہے پاکستان کے اوپر، پاکستان ڈے کی خوشی میں جتنی بھی میں نے دیکھی ہیں نظمیں اس مضمون پر میرے نزدیک رشید قیصرانی صاحب کی نظم سب سے اونچی ہے۔ اور بھی ہوں گی مگر میرے علم میں نہیں۔ مجھے تو ان کی سب سے زیادہ پسند ہے یہ

(یہ نظم مکمل شائع کی جائے گی۔ اس کا پہلا شعر یہ ہے)

تری طلب تری خوشبو ترا نمو بولے
مرے وطن مری رگ رگ میں صرف تو بولے

حضور نے مختلف شعروں کا مطلب بیان کیا اور پھر فرمایا

یہ جو ان کے آباء و اجداد کا واقعہ میں نے سنایا تھا وہ بھی اور کب حضرت مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہوئے وہاں کیا کیا تھا انہوں نے جا کے وہاں کے۔ درویش بن کے بیٹھ گئے تھے وہ ایسی باتیں ہیں جو سناتے رہنا چاہئے کیونکہ ان کے خاندان میں بہت ایسے ہیں ان میں جنہوں نے وہ باتیں بھلا دی ہیں نئی نسل جو ہے وہ دنیا کے پیچھے دوڑ پڑی ہے اور اس کی وجہ سے نہ دنیا ملی نہ دین ملا کچھ بھی نہیں رہا اگر وہ ان بڑے بڑے عظیم سرداروں کی روایت پر رہتے تو سارا قیصرانی قبیلہ احمدی ہو چکا ہوتا اور اردگرد سارے ماحول میں دور تک انہوں نے نور کا مینار بن کر اس طرح چمکنا تھا جس طرح یہ کہتے ہیں۔ قیصرانیوں نے مینار کا نور بن کر ابد تک اندھیروں کے روبرو خطاب کرنا تھا۔ سب کہانیاں بن گیا۔

تو پاکستان سے شکوہ بعد میں پہلے اپنی قوم سے تو شکوہ کر لیں قلندروں کی زمین تو آپ لوگ ہیں جو ڈیرہ غازی خان اور قیصرانی قبیلوں کے علاقے دوسرے قبائل کے یہ قلندروں کی زمین ہے ملتان تک قلندروں کا وطن چلتا ہے مظفر گڑھ اور بہاولپور تک بھی چلتا ہے۔ یہ قلندروں کی زمین ہے اور پھر آگے سندھ میں شروع ہو جاتی ہے وہاں بھی بڑے بڑے قلندر پیدا ہوئے ہیں۔ ان کو یہ جو مضمون ہے اپنی قیصرانی قوم کو بتانا چاہئے۔ تم کہاں سے آئے تھے کیا چیز تھے کیا لوگ

تھے کیا بن گئے ہو اب ااس لئے یہ جو نظمیں ہیں اس قسم کی یا پرانی داستانیں ۔ میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا تھا ان کو زندہ رکھنا چاہئے اپنے اپنے خاندانوں کی باتیں۔ میں نے پرائیویٹ سیکرٹری کو کہا ہے کہ اردو کلاس کے لئے بجائے اس کے کہ ہم کہانیاں سنائیں۔ ایسے بزرگوں کی باتیں سنانی چاہئیں جنہوں نے احمدیت کے لئے بہت بڑے کام کئے ہیں درویش لوگ تھے اللہ لوگ تھے دنیا کی پرواہ نہیں کی دنیا ان کے پیچھے دوڑی پھر۔ اور بڑے بڑے مرتبے تک پہنچی ہیں ان کی اولادیں۔ اور بڑے بڑے مقامات انہوں نے حاصل کئے تو آپ لوگوں کے لئے وہ کہانیاں زیادہ اچھی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے آخر پر اسی تسلسل میں فرمایا

آپ لوگوں کے لئے وہ کہانیاں زیادہ اچھی ہیں (یعنی اپنے بزرگوں کی باتیں) بجائے اس کے کہ جنوں بھوتوں پریوں کی اور کارٹونز کی فرضی اور خوفناک فلمیں دیکھو۔

اصل حقیقت کی دنیا میں محنت کرنے کی بجائے خوابوں میں اڑنے لگ جاتے ہیں یوں آیا فلاں نے یوں کر دیا ساری نسل کا دماغ خراب کر دیتے ہیں یہ لوگ۔ یہ نہیں دیکھنا چاہئے بچوں کو....... بکواس ہے تھوڑا سا دکھانا ضروری ہے یہ نہ سمجھیں کہ ہم سے سب کچھ چھپا لیا ہے دکھاؤ اور کومنٹس کروا بیٹے کہ یہ دل سے اتر جائے سب بکواس ہے یونہی کہانیاں بنائی ہوئی بے ہودہ سی.......

وہ جو کہانیاں ہیں خوفناک بلاؤں کی اوپر سے اتر رہی ہیں آگ پھینک رہے ہیں اس کو مار رہے ہیں پاگلوں والی کہانیاں ستیاناس کر دیتی ہیں۔ کوئی عقل نہیں چھوڑتیں باقی۔ وہ نہ دیکھا کرو۔ ایم ٹی اے دیکھا کرو۔ ایم ٹی اے میں بڑی اچھی اچھی باتیں سناتے ہیں اب تو امریکہ کے بچے بھی وہ چھوڑ چھاڑ کے ایم ٹی اے دیکھنے لگے گئے ہیں سمجھے ہو۔

مگر پیار سے لاؤ بچوں کو ایم ٹی اے کی طرف۔ زبردستی نہ کرنا۔ ورنہ فائدہ نہیں ہوگا ساتھ مل کے کچھ کارٹون دیکھ کر اس پہ تبصرہ نیگیٹو کرو میں مونا طوطی کی بچپن میں اس طرح تربیت کرتا تھا ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کی مرضی کی کہانیاں پہلے دیکھتا تھا پھر آہستہ آہستہ کہہ دیا یہ کیا ڈرامہ بکواس نامعقول بے ہودہ اور باتیں جو اس کی غلط تھیں وہ بتاتا تھا پھر نسبتاً جو اچھے پروگرام ہیں زندگی کے لائف کے سائنس کے ان کے متعلق سمجھاتا تھا ان کا دل ہی پھر گیا تھا ان پروگراموں سے۔ رفتہ رفتہ خدا کے فضل سے پوری طرح تو نہیں ہو سکتا مگر کچھ بچوں کو لائسنس License بھی دو مگر زیادہ تر پیار سے ان کا دل پھیر کے اچھی طرف لے آیا کرو۔

امانت کی واپسی

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں۔

"ایک شخص کا کوئی بہت پیارا مر گیا۔ وہ بہت مضطرب تھا۔ ایک دوست نے اسے آ کر ایک کہانی سنائی کہ ایک شخص نے کسی کے پاس جواہرات امانت رکھے تھوڑے دن بعد جب وہ واپس لینے کو آیا تو اس نے رونا چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ اس پر وہ شخص بولا جس کا بہت پیارا مر گیا تھا۔ کہ پھر تو وہ بڑا ہی بے وقوف تھا جو امانت کو واپس دیتے ہوئے روتا ہے۔ جب اس کے منہ سے یہ بات نکلی تو اس کے دوست نے کہا آپ اپنی طرف نگاہ کریں۔ لڑکے بھی آپ کے خدا کی امانت تھے۔ اگر خدا نے واپس لے لئے تو پھر جزع فزع کا کیا مقام ہے۔ اگر خدا باوجود اس کا مالک اس کا بادشاہ اور اس کا خالق و رب ہونے کے کوئی چیز لے لیتا ہے تو غم کی بات نہیں کیونکہ ہم نے بھی اس کے حضور جانا ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد اول ص 270-271)

بقیہ صفحہ ۱۲

ہیں۔ درحقیقت اس عالم کی باتیں سمجھنے کے لئے موجودہ حواس سے زیادہ اور بہت زیادہ اعلیٰ درجہ کے حواس کی ضرورت ہے۔ ورنہ یہ حواس تو ایسے ہیں جیسے بھینس کے آگے فلسفہ کے مسائل بیان کئے جائیں یا بھینس سے انگور کا مزا پوچھا جائے۔ بھینس کے لئے انگور اس کی توڑی ہے جس طرح بچہ کو تعلیم پر آمادہ کرنے کے لئے ماں باپ کہتے ہیں۔ کہ تم پڑھو تو تمہیں لڈو ملا کریں گے۔ جب بچہ پڑھ جائے اور اس کے آگے لڈوؤں کا تھال بھر کر رکھ دیا جائے اور کہا جائے کہ یہ تمہارے پڑھنے کا صلہ ہے تو وہ نہیں لے گا۔ کیونکہ تعلیم کے بدلے میں جو چیز اس کو حاصل ہوئی ہے وہ ان لڈوؤں سے زیادہ قیمتی اور اعلیٰ درجہ کی ہے۔

اس کا یہ مفہوم نہیں کہ وہاں جو کچھ ملے گا وہ درحقیقت ایک ذہنی کیفیت کا نام ہوگا۔ نہیں بلکہ واقعی وہاں انعامات ملیں گے مگر وہ یہی نہیں ہوں گے جو کچھ اس وقت ہمارے ذہن میں آتے ہیں۔ بلکہ اور بھی بہت سی اعلیٰ درجہ کی اشیاء اور انعامات ہوں گے۔ گو یہ بھی مل جائیں۔ اور قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہاں جو کچھ اصل انعام کے طور پر ملے گا وہ تو در حقیقت لقاء اللہ ہوگا۔ (الفضل ۱۴ اگست ۱۹۲۲ء)

عفو کرنے والے کو اللہ عزت دیتا ہے

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ سے مال میں کمی نہیں ہوتی اور جو شخص دوسرے کے قصور معاف کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اور عزت دیتا ہے اور کسی کے قصور معاف کر دینے سے کوئی بے عزتی نہیں ہوتی۔

(مسند احمد جلد 2 صفحہ 235)